پتھر کی دُلہن

اے حمید



نمبر مجلد: 969 0 00996 6

ترمیم شدہ بار ____________ ۲۰۱۷ء

فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہِ قائدِ اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

پتھر کی دلہن | Pathar Ki Dulhan

اے حمید | A Hameed

مطبوعہ فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

پتھر کی دلہن

پراسرار یم راج ماریا کو لے کر ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں چلا گیا۔ ماریا پر اس کے طلسم کا اثر تھا۔ وہ اپنے آپ یم راج کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ یم راج کے ساتھ پرانے زمانے میں آتے ہی ماریا ظاہر ہو گئی تھی۔ یم راج ماریا کو اپنے ساتھ لے کر ایک دریا کنارے ایک باغ میں آ گیا اس باغ میں ایک شیش محل بنا ہوا تھا۔ شیش محل میں کالی کالی حبشی لڑکیاں ہاتھوں میں سونے کے زیورات اور دلہن کے شاہی جوڑے کے تھال لئے کھڑی تھیں۔

یم راج نے ماریا کو ان حبشی لڑکیوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"میری نئی دلہن آ گئی ہے۔ اس کو دلہن کے کپڑے پہناؤ۔ زیوروں سے سجاؤ۔ میں اس سے شادی

کروں گا"۔

ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کا ذہن جیسے بند ہو گیا تھا۔ اسے کچھ یاد نہ تھا کچھ یاد نہ آ رہا تھا۔ حبشی لڑکیاں ماریا کو شیش محل کے ایک کمرے میں لے گئیں۔ وہاں انہوں نے ماریا کو دلہنوں والا نیا خوبصورت جوڑا پہنایا۔ اس کو زیوروں سے سجایا اور پھر دلہنوں کے شاہی تخت پر بٹھا دیا اور کسی عجیب و غریب زبان میں گیت گانے لگیں۔ جب گیت گا چکیں تو ایک دروازے سے یم راج داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ماریا نے اسے دیکھا تو اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔ یم راج نے قریب آ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا۔

"ماریا! تم میری دلہن ہو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں"۔

ماریا کا ہاتھ اپنے آپ اٹھ کر یم راج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یم راج کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یم راج اسے لے کر شیش محل کے باہر آ گیا۔ باغ میں ایک کالا گھوڑا موجود تھا۔ یم راج نے ماریا کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا اور اسے دوڑاتا ہوا باغ سے نکل کر جنگل میں آ

گیا۔ آسمان پر زرد چاند نکلا ہوا تھا۔ چاروں طرف جنگل پر موت کی خاموشی تھی۔ کالا گھوڑا جنگل میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ آگے ایک دریا آ گیا۔ کالے گھوڑے نے ایک ہی چھلانگ میں دریا پار کر لیا۔ دوسرے کنارے پر ایک جگہ پھولوں کی خوبصورت جھاڑیوں کے درمیان زمین پر نرم گھاس اگی ہوئی تھی۔

یم راج نے ماریا کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا۔ ماریا پھولوں بھری جھاڑیوں کے پاس دلہن کے لباس میں کھڑی تھی۔ یم راج پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"ماریا! میری دلہن! اب تم آرام کرو۔ تمہارے آرام کرنے کا وقت آ گیا ہے"۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اور آہستہ سے گھاس پر بیٹھی اور پھر اپنے بازو پر اپنا سر رکھ کر لیٹ گئی۔ جونہی وہ گھاس پر لیٹی اس کے جسم نے پتھر کا بننا شروع کر دیا۔ پہلے اس کی ٹانگیں پتھر کی ہوئیں پھر نچلا سارا دھڑ پتھر کا ہو گیا۔ پھر بازو پتھر کے ہو گئے اور پھر سر بھی پتھر بن گیا۔ تین چار سیکنڈ کے اندر اندر ماریا پتھر کی دلہن بنی زمین پر لیٹی ہوئی تھی۔

پراسرار یم راج نے اپنا تلوار والا ہاتھ آسمان کی

طرف بلند کر کے ایک ڈراؤنا قہقہہ لگایا اور چلا کر کہا۔
"میں نے ایک اور دلہن سے شادی کر لی"۔
یہ کہہ کر وہ کالے گھوڑے پر بیٹھا۔ گھوڑے کو زور سے ایڑ لگائی اور گھوڑے کو دوڑاتا جنگل کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو بتاتے جائیں کہ اس وقت کیٹی بھی پانچ ہزار سال پیچھے کے زمانے کے اہرام مصر کے نیچے حبشی فرعون کے قبضے میں اس کی ملکہ بنی ہوئی ہے اور کیٹی کی یادداشت ختم ہو چکی ہے۔ دوسری طرف [illegible] اور جولی سانگ لاہور میں عنبر، ناگ، ماریا کے مصنف اے حمید سے سمن آباد میں ملاقات کرنے کے بعد کیٹی کی تلاش میں کراچی گئے ہوئے ہیں۔ ناگ پیچھے لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں رہ گیا تھا کہ اسے گامی اور کالا سپیرے نے بے ہوشی کی دوا پلا دی جس کے بعد ناگ کے دل کی حرکت بند ہو گئی۔ دونوں سپیرے گھبرا گئے اور انہوں نے قتل کے الزام سے بچنے کے لئے ناگ کی لاش کو لاہور میں کوٹ لکھپت سے آگے اینٹوں کے ایک ویران بھٹے کے تہہ خانے میں قبر کھود کر دفن کر دیا۔

عنبر اور ماریا بھی کیٹی کی تلاش میں اسلام آباد گئے تھے۔ اسلام آباد سے وہ ٹیکسلا آئے۔ اور ماریا یہاں عجائب گھر میں رکھے ہوئے یم راج کے بت کا شکار ہو گئی۔ یم راج ماریا کو ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے والے ٹیکسلا میں لے گیا۔ جہاں اس نے اسے دلہن بنا کر اپنے شیش محل سے دور ایک جنگل میں پتھر بنا کر گھاس پر ڈال دیا۔

اس وقت ہماری کہانی اس مقام پر ہے کہ کیٹی پانچ ہزار برس پرانے اہرام مصر کے اندر حبشی فرعون کی ملکہ بنی ہوئی ہے اور اسے عنبر ناگ' ماریا کی کوئی یاد نہیں آ رہی۔ ناگ ۱۹۸۹ء کے لاہور کے باہر اینٹوں کے بھٹے کے تہہ خانے کی قبر میں بے حس و حرکت پڑا ہے اور اس کا ذہن بھی بند ہو چکا ہے۔ ماریا کو یم راج ڈھائی ہزار برس پیچھے کے زمانے میں لے جا کر دلہن کے کپڑوں میں پتھر بنا چکا ہے اور تھیوسانگ' جولی سانگ کراچی میں کیٹی کو تلاش کر رہے ہیں جبکہ عنبر ٹیکسلا کے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے۔ ماریا اس کو یہ کہہ کر باہر گئی تھی کہ تھوڑی دیر تازہ ہوا میں سیر کرنے کے بعد ابھی آ جاتی ہوں۔

جب آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا اور ماریا واپس نہ آئی تو عنبر کو پریشانی سی لگی کہ ماریا نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ یونہی اس نے گہرا سانس لے کر فضا کو سونگھا تو اس کے ہاتھ سے اخبار نیچے گر پڑا۔ کیونکہ فضا میں ماریا کی خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر ویٹنگ روم سے باہر آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر فضا کو سونگھا۔ ماریا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ عنبر گھبرایا کہ خدا خیر کرے۔ ماریا کے ساتھ ضرور کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ وہ اسٹیشن سے باہر کھیتوں میں آیا اور ادھر ادھر فضا کو سونگھنے لگا۔ ماریا کہیں نہیں تھی۔

رات تاریک اور سنسان تھی۔ آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر ماریا کہاں چلی گئی۔ وہ تو تھوڑی دیر میں واپس آنے کا کہہ کر گئی تھی۔ عنبر سیدھا ٹیکسلا شہر کے عجائب گھر میں آ گیا۔ عجائب گھر کا گیٹ بند ہو چکا تھا اور چوکیدار ایک طرف سٹول پر بیٹھا سر جھکائے اونگھ رہا تھا۔ یونہی عنبر کے دل میں شک سا تھا کہ شاید ماریا کے ساتھ عجائب گھر کے اندر کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ عنبر آہستہ سے گیٹ کھول کر عجائب گھر کے برآمدے میں آ گیا۔ یہاں بھی عجائب

گھر کا دروازہ بند تھا۔ مگر عنبر کی طاقت کے سامنے یہ دروازہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے اسے ذرا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔

عجائب گھر کے کمروں میں دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ اس دھیمی روشنی میں شیشے کی الماریوں میں پرانے نوادرات اور برتن ویسے ہی پڑے تھے۔ ٹوٹے پھوٹے پرانے پتھر کے بت بھی چپ تھے۔ عنبر دوسرے کمرے میں آیا۔ یہاں کونے میں اس یم راج کا کالا مجسمہ تھا جس نے ماریا کو اغوا کیا تھا۔ عنبر نے یم راج کے بت کے سامنے آ کر اسے غور سے دیکھا۔ یم راج کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر زخم کے ٹانکوں کا نشان اسی طرح تھا۔ یم راج کا چہرہ پتھر کا تھا۔ اس پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ عنبر وہاں سے بھی باہر نکل کر پچھلے صحن میں آ گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کونے میں ایک دلہن لڑکی کا پتھر کا بت زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ عنبر نے اس لڑکی کے بت کو جھک کر غور سے دیکھا۔ بت کا چہرہ اس کے کپڑے اور زیور سب پتھر بن چکے تھے۔

عنبر نے دو تین بار فضا کو لمبے لمبے سانس لے کر سونگھا۔ یہاں بھی ماریا کی خوشبو کہیں نہیں تھی۔ عنبر

مایوس ہو کر عجائب گھر سے واپس آ گیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ماریا آخر اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے۔ رات عنبر نے کسی نہ کسی طرح ریلوے اسٹیشن پر ہی گذاری۔ صبح پہلی گاڑی میں سوار ہو کر وہ لاہور کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کا خیال تھا کہ ناگ لاہور کے ہلٹن ہوٹل والے کمرے میں ہی ہو گا۔ کیونکہ وہ اسے وہیں چھوڑ گئے تھے۔ مگر ناگ ہوٹل کے کمرے میں نہیں تھا۔ عنبر نے گھبرا کے فضا کو سونگھا۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ کیونکہ فضا میں ناگ کی خوشبو بھی نہیں تھی۔ اب تو عنبر بہت پریشان ہوا کہ ماریا گم ہوئی تھی تو ناگ بھی غائب ہو گیا تھا۔ عنبر نے ہوٹل والوں سے پوچھا کہ اس کا ساتھی ناگ کہاں گیا ہے۔ سب نے کہا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں۔ جس بیرے نے کالو سپیرے کے ساتھ مل کر ناگ کو بے ہوشی کی دوائی پلائی تھی عنبر نے اس سے پوچھا تو وہ بھی بولا۔

"سر! کل شام تک تو صاحب کمرے میں ہی تھے۔ پتہ نہیں اب کہاں چلے گئے ہیں"۔

عنبر مایوس ہو کر ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ گیا اور

اب تھیوسانگ اور جولی سانگ کا کراچی سے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو دن گذر گئے۔ تیسرے دن تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی سے واپس آ گئے۔ عنبر نے جب انہیں ناگ اور ماریا کی گمشدگی کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پریشان ہو گئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ناگ اور ماریا کی خوشبو بھی تو نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ اس لاہور شہر میں نہیں ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان پر طلسم کا اثر ہو گیا ہو جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے خاص خوشبو نہ آ رہی ہو"۔

عنبر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناگ اور ماریا گئے کہاں؟ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دونوں کو ایک ساتھ اغوا کر لیا گیا ہے اور وہ ضرور کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! ناگ اور ماریا کو ایک ساتھ اپنے قابو میں کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ان کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"مگر ان پر کسی زبردست جادوگر کے طلسم کا بھی تو اثر ہو سکتا ہے"۔

عنبر کہنے لگا۔

"لیکن تھیوسانگ! یہ سائنس کا زمانہ ہے ۱۹۸۹ء کا زمانہ ہے۔ آج کل جادو کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جادوگر نہیں ہوتے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! جادوگر آج کے سائنسی زمانے میں بھی ہوتے ہیں۔ ہم نے خود کراچی شہر میں ایک جگہ بورڈ لگا ہوا دیکھا تھا جس پر لکھا تھا "شاہی جادوگر" جو پوچھو گے بتاؤں گا"۔

عنبر خاموش ہو گیا۔ تھیوسانگ بولا۔

"عنبر! ناگ ماریا کا مصنف تو ہمیں کچھ نہیں بتاتا تو پھر چلو کراچی چل کر اس شاہی جادوگر سے کیوں نہ پوچھیں کہ کیٹی اور ناگ ماریا کہاں ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ

ہمیں کچھ بتا دے"۔

عنبر نے کہا۔

"کیا بچوں ایسی باتیں کرتے ہو تھیوسانگ۔ وہ ہمیں بھلا کیا بتائے گا"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پوچھ لینے میں کیا ہرج ہے۔ پھر یہاں بھی تو ہم بیکار بیٹھے ہیں۔ یہاں تو نہ ماریا کی خوشبو ہے نہ ناگ کی اور نہ مٹی کی خوشبو ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کراچی چل کر اس شاہی جادوگر سے مشورہ کیا جائے۔ ہو سکتا ہے وہیں سے اپنے دوستوں کا کوئی سراغ مل جائے"۔

عنبر نہیں جانا چاہتا تھا مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے اسے مجبور کر دیا اور وہ اسی رات ٹرین میں بیٹھ کر کراچی روانہ ہو گئے۔ کراچی پہنچنے کے بعد وہ سیدھے شاہی جادوگر کے آفس میں آ گئے۔

شاہی جادوگر سوٹ بوٹ پہنے اپنے دفتر میں بیٹھا ٹیلی فون کر رہا تھا۔ عنبر' تھیوسانگ اور جولی سانگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

ٹیلی فون بند کرنے کے بعد شاہی جادوگر نے پوچھا۔

"فرمایئے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ ہمارے تین ساتھی پاکستان میں آ کر گم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کا پتہ چلانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں ان کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں؟"۔

شاہی جادوگر نے کہا۔

"میری فیس دو سو روپے ہے پہلے فیس ادا کریں پھر کوئی بات ہوگی"۔

تھیو سانگ نے دو سو روپے جیب سے نکال کر جادوگر کو دے دیئے۔ جادوگر نے سلیٹ پر الٹی سیدھی لکیریں کھینچی۔ انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ آپ کے ساتھی پاکستان میں نہیں ہیں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"تو پھر وہ کہاں ہیں؟"

شاہی جادوگر نے ایک بار پھر سلیٹ پر نظر ڈالی اور بولا۔

"میرا حساب مجھے بتاتا ہے کہ آپ کے دوست
اس وقت یورپ کے ملک فرانس کے شہر پیرس میں ہیں
اور ایک ہوٹل میں بیٹھے ہیں"۔
عنبر نے مایوسی سے سر کو ہلا دیا اور تھیوسانگ سے
کہا۔
"چلو بھائی! یہاں سے ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو
گا"
شاہی جادوگر بولا۔
"کیوں بھائی آپ کیوں ناامید ہو گئے۔ میرا حساب
کبھی غلط نہیں ہوا۔ بڑے بڑے سرکاری افسر میرے دفتر
میں آ کر مجھ سے حساب لگواتے ہیں"۔
عنبر نے کہا۔
"تو پھر یہ بتاؤ کہ ہمارے دوستوں میں کوئی عورت
بھی ہے کہ نہیں؟"
شاہی جادوگر نے زائچے کی طرف دیکھا اور کہا۔
"زائچہ بتا رہا ہے کہ آپ کے دوستوں میں سے
دو عورتیں ہیں اور ایک مرد ہے"۔
اب تو عنبر بھی چونکا۔ کیونکہ جادوگر نے یہ بات
بالکل درست بتائی تھی۔ ناگ کے ساتھ ماریا اور کیٹی

بھی غائب تھیں اور یہ دونوں عورتیں تھیں۔ تھیوسانگ
اور جولی سانگ بھی شاہی جادوگر کی اس بات سے کافی
متاثر ہوئے تھے۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا ہمیں ہمارے ساتھی پیرس میں مل جائیں
گے؟"

شاہی جادوگر کہنے لگا۔

"میں اس کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ میرا حساب
مجھے صرف یہ بتا رہا ہے کہ آپ کے ساتھی یا آپ کے
گم شدہ دوست اس وقت پیرس میں ہیں اور وہ ایک
ایسے ہوٹل میں رہ رہے ہیں جس کی کھڑکیوں میں سے
پیرس کا مشہور مینار ایفل ٹاور نظر آتا ہے۔ اس سے
زیادہ میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔

عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے ایک دوسرے کو
دیکھا اور پھر وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں پیرس کی طرف روانہ ہو جانا
چاہیے۔ اس جادوگر کا حساب بالکل ٹھیک لگ رہا ہے"۔

عنبر بولا۔

"مگر سوال یہ ہے کہ ناگ، ماریا اور کیٹی ایک دم سے پیرس کیسے پہنچ گئے اور اگر وہ وہاں پر ہیں تو کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم لاہور میں ہیں؟ انہیں ہمارے پاس لاہور آ جانا چاہیے تھا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے ان پر کوئی ایسا طلسم کر دیا گیا ہو کہ وہ اپنی یاداشت کھو چکے ہوں۔ ایسا ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ میں تو جولی سانگ کی اس رائے کے حق میں ہوں کہ ہمیں پیرس چلنا چاہیے۔ ممکن ہے اس شاہی جادوگر کا حساب ٹھیک نکل آئے اور ناگ، ماریا اور کیٹی سے وہاں ملاقات ہو جائے"۔

عنبر بولا۔

"ہم وہاں کس طرح جائیں گے۔ یہ پرانے زمانے نہیں ہیں۔ آج کل ایک ملک چھوڑنے اور دوسرے ملک میں داخل ہونے کے لئے پاسپورٹ ویزے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم پیدل پہاڑیوں اور میدانوں جنگلوں سے گزر کے پاکستان کا باڈر کراس کر کے فرانس کی طرف نکل

جائیں گے۔ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی
مشکل کام نہیں ہے"۔

عنبر سر پر ہاتھ پھیر کے بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم لوگوں کی یہی مرضی ہے تو میں
اکیلا یہاں رہ کر کیا کروں گا"۔

دوسرے دن عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ
بلوچستان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے تھک جانے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سب میں اپنی اپنی الگ
طاقت موجود تھی۔ بلوچستان کے خشک سخت گرم پہاڑی
میدانوں سے گذرتے ہوئے تھیوسانگ، جولی سانگ اور عنبر
ایران کے بنجر میدانوں میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے
آگے فرانس ان کی منزل تھی۔ ایران عراق کی جنگ بند
ہو چکی تھی اور ہر طرف امن امان تھا۔ تھیوسانگ عنبر
اور جولی سانگ ایران کے شہر اصفہان کے ایک ہوٹل
میں ٹھہر گئے۔ دو دن وہاں قیام کیا اور پھر فرانس کے
ملک کی طرف چل پڑے۔

ان دوستوں کو ہم فرانس کے راستے میں چھوڑ کر
ناگ کی طرف واپس آتے ہیں۔ ناگ لاہور شہر کے باہر
ایک ویران جگہ پر بے آباد اینٹوں کے بھٹے کے تہہ خانے

میں دفن تھا اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی سانس بھی بند تھی اور دماغ نے بھی کام کرنا بند کر دیا تھا۔ مگر ناگ ابھی تک زندہ تھا۔ ناگ کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اب تک اس کی لاش گل سڑ گئی ہوتی مگر ناگ کا جسم قبر کے اندر بھی ویسے کا ویسا ہی تھا۔ صرف وہ کچھ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔

ناگ کو قبر کے اندر چھ سات روز گزر گئے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ ایک کالا بچھو کہیں سے گھومتا گھامتا قبر کے اندر چلا گیا۔ اس نے قبر کے اندر ایک لاش کو پڑے دیکھا تو اپنی عادت کے مطابق ناگ کے پاؤں پر ڈس دیا۔ بچھو کا ڈسنا ناگ کے لئے بڑا مفید یعنی فائدہ مند ثابت ہو گیا۔ بچھو کے ڈنک کے زہر نے اس دوائی کے اثر کا ایک سیکنڈ میں خاتمہ کر دیا جو ناگ کو پلائی گئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور اپنے آپ کو ایک اندھیری قبر میں پایا۔

ناگ سوچنے لگا کہ اس کے ساتھ کیا حادثہ ہوا ہے؟ دوسرے لمحے اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ ایک شخص پولیس انسپکٹر کی وردی میں اس کے پاس آیا تھا۔ ہوٹل

ہلٹن کا بیرا اسے اس انسپکٹر کے پاس لے گیا تھا اور پھر اس نے کوکا کولا پیا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ناگ کو تھیوسانگ اور جولی سانگ اور عنبر' ماریا کا خیال آ گیا جو ضرور اس کی گمشدگی سے پریشان ہوں گے۔

ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور دوسرے لمحے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور قبر کے گڑھے سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک تہہ خانے میں ہے۔ تہہ خانے سے باہر نکلا تو دیکھا کہ یہ اینٹوں کا کافی پرانا بھٹہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پولیس کی وردی والے نے ہوٹل کے بیرے کے ساتھ مل کر اسے کوئی زہریلی چیز پلا دی تھی اور جب ان کے خیال میں ناگ مر گیا تو وہ اسے بھٹے کے تہہ خانے میں دبا کر چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا کہ ان لوگوں نے اسے ہلاک کیوں کیا؟ آخر وہ اس سے کیا چاہتے تھے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہوں؟

ناگ اس معمے کو ہوٹل میں جا کر ہی حل کرنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ دن ڈھل رہا تھا۔ سورج کا رنگ

لاہور شہر کی عمارتوں پر سنہری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ناگ نے بھٹے سے باہر آتے ہی پھنکار مار کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور وہاں سے چلتا ہوا بڑی سڑک پر آ گیا۔ یہاں سے ایک خالی رکشا لیا اور سیدھا ہلٹن ہوٹل آ گیا۔ اپنے کمرے میں گیا تو وہاں تالا لگا تھا۔ نیچے کاؤنٹر پر آ کر ناگ نے اپنے ساتھیوں یعنی تھیوسانگ' جولی سانگ اور عنبر کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ خود اس کے گم ہو جانے سے پریشان تھے اور کراچی چلے گئے ہیں۔

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اتنے میں ناگ کو وہی مکار بیرا نظر آ گیا جس نے کالو سپیرے سے رشوت لے کر ناگ کو پھنسا دیا تھا۔ یہ مکار بیرا ہاتھ میں ٹرے لئے ٹرے میں چائے کا سامان رکھے اوپر سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ ناگ بھی خاموشی سے اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بیرے نے ابھی تک ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ اوپر والی منزل میں آ کر مکار بیرا ایک کمرے میں گھس گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اس بیرے سے بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے کہ وہ پولیس کی وردی والا کون تھا اور اس نے ناگ کو کس لئے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ نے مکار بیرے

کا نمبر پڑھ لیا تھا۔ اس کا نمبر ایک سو گیارہ تھا۔ ناگ سیدھا نیچے آیا۔ اس نے فوراً ایک کمرہ کرائے پر لیا۔ اس کی چابی لی اور خالی کمرے میں آ کر ٹیلی فون پر کاؤنٹر بوائے کو کہا۔

"میں بیس نمبر کمرے سے بول رہا ہوں۔ ذرا بیرہ نمبر ایک سو گیارہ کو میرے کمرے میں بھیج دیں"۔

کاؤنٹر بوائے نے کہا۔

"او کے سر! ابھی بھیجتا ہوں"۔

ناگ نے دروازے کی کنڈی کھول دی۔ خود جلدی سے سانپ کا روپ بدلا اور پلنگ کے نیچے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ وہی مکار بیرا ہے۔ ناگ نے پلنگ کے نیچے بیٹھے بیٹھے ایک پل کے لئے انسان کی شکل بدلی اور آواز دی۔

"اندر آ جاؤ"۔

اور اس کے ساتھ ہی ناگ دوبارا سانپ بن گیا۔ بیرا بڑا خوش خوش اندر آیا۔ اس نے جب دیکھا کہ کمرہ خالی ہے تو بولا۔

"صاحب! آپ کہاں ہیں؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بیرے نے باتھ روم کو دیکھا۔ باتھ روم بھی خالی تھا۔ اب بیرا پریشان ہوا کہ کمرے میں کوئی آدمی نہیں ہے تو پھر ابھی ابھی اسے کس نے کہا تھا کہ "اندر آ جاؤ"۔

بیرا کمرے سے باہر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ناگ ایک زبردست پھنکار مار کر پلنگ کے نیچے سے نکل آیا اور اچھل کر بیرے کی گردن کو پکڑ لیا اور اپنا پھن اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ بیرے کی تو جان ہی نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ سارا جسم خوف کے مارے ٹھنڈا پڑ گیا۔ ٹھنڈے پسینے آ گئے۔ دہشت کے مارے دانت بجنے لگے۔

ناگ فوراً سانس کھینچ کر دوبارا انسان کی شکل میں واپس آ گیا اور بیرے کو گھسیٹ کر آگے لے آیا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہو گا۔ کیونکہ تم ہی مجھے پولیس انسپکٹر کے پاس لے گئے تھے اور تم ہی وہ کوکا کولا لائے تھے جس کے ایک گلاس میں زہر تھا"۔

بیرے نے ناگ کو پہچان لیا تھا۔ مگر اس پر جو خوف اور دہشت چھائی ہوئی تھی وہ اس وجہ سے تھی کہ

یہ کون شخص ہے جو انسان سے سانپ اور سانپ سے
انسان بن گیا ہے۔ ناگ نے اس کی گردن کو جھٹکا دے
کر کہا۔

"بتاؤ وہ پولیس انسپکٹر کون تھا اور اس نے مجھے
کس لئے زہر دے کر ہلاک کیا تھا"۔

بیرے نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر! آپ کو ہلاک نہیں کیا گیا تھا آپ کو تو کا
سپیرے نے بے ہوشی کی دوائی پلائی تھی"۔

ناگ سمجھ گیا کہ بے ہوشی کی دوائی زیادہ پلا د
گئی ہو گی جس کی وجہ سے اس کے دل کی دھڑکن بند
گئی۔

اس نے پوچھا۔

"یہ کالو سپیرا کون ہے جو پولیس کی وردی پہن
کے آیا تھا۔ وہ مجھے کیوں بے ہوش کرنا چاہتا تھا؟"

بیرے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"سر! میں اپنے بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں ک
مجھے کچھ معلوم نہیں۔ انہوں نے مجھے دو سو روپے دے
کر کہا تھا کہ میں آپ کو ہوٹل کے نیچے والے کمرے میں
لے آؤں اور بے ہوشی کا کوکا کولا پلانے میں ان کی م

کروں۔ بس میں نے صرف اتنا ہی گناہ کیا ہے صاحب۔ مجھے معاف کر دو"۔

ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ بیرے نے صرف لالچ میں آ کر ایسا کیا ہے اور اسے خود معلوم نہیں کہ کالو سپیرا کیا چاہتا تھا اور اس کا مطلب کیا تھا۔

ناگ نے پوچھا۔

"کالو سپیرے کے ساتھ اور کون کون ہے"۔

بیرے نے کہا۔

"سر اس کے ساتھ اس کا شاگرد گامی سپیرا بھی ہے۔ یہ کچی آبادی کے ایک مکان میں رہتے ہیں۔ مجھے معاف کر دو صاحب میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں صرف ایک شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ تم مجھے کالو سپیرے کے مکان پر لے چلو۔ اس کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں چھوڑ دوں گا اور کچھ نہیں کہوں گا"۔

بیرا بولا۔

"سر! میں ابھی آپ کو سپیرے کے مکان پر لئے چلتا ہوں۔ مگر سر! میں پیچھے رہوں گا۔ اور کالو سپیرے کو

میرے بارے میں کچھ نہ بتایئے گا۔ نہیں تو وہ مجھے اپنے
زہریلے سانپ سے ڈسوا دے گا"۔

ناگ نے کہا۔

تم گھبراؤ نہیں۔ میں اسے تمہاری بابت کچھ نہیں
بتاؤں گا۔ چلو کالو سپیرے کے مکان پر؟"

ناگ نے بیرے کو ساتھ لیا اور ہوٹل سے باہر آ
گیا۔ اس نے بیرے کو خبردار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اگر
تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو میں سانپ بن کر جہاں
کہیں ہو گے تمہیں ڈس کے مار ڈالوں گا۔

بیرا بولا۔

"میں نہیں بھاگوں گا سر! نہیں بھاگوں گا"۔

اور مکار لالچی بیرا ناگ کو لے کر کالو سپیرے کے
مکان کی طرف چل پڑا۔



ناگ دیوتا کو سلام

ناگ نے لالچی بیرے کو بازو سے پکڑ رکھا تھا۔
باہر ایک خالی رکشے میں بٹھا کر ناگ نے بیرے سے کہا۔
"اسے بتاؤ کہاں جانا ہے؟"
بیرے نے رکشا ڈرائیور سے کہا۔
"کچی آبادی چلو بھائی"۔
اور رکشا کچی آبادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ لاہور شہر کی سڑکوں پر اس وقت شام ہونے والی تھی۔ کافی ٹریفک اور رش تھا۔ ریلوے لائن پار کرنے کے بعد بیرے نے رکشے کو ایک طرف رکوا دیا۔ سامنے کچی آبادی تھی۔ بیرے نے ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"اس کوٹھڑی میں کالو سپیرا رہتا ہے سر!"
ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ۔ میں وہیں واپس آ رہا
ہوں۔ خبردار کسی سے کوئی بات نہ کرنا نہیں تو تم جانتے
ہو میری طاقت کو"۔

بیرا ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کسی سے کچھ نہیں کہوں گا سر!"

بیرا رکشے میں بیٹھ کر واپس چلا گیا۔ ناگ نے ایک
طرف کھڑے ہو کر کچی کوٹھڑی کو دیکھا۔ کوٹھڑی کے باہر
پانی کے دو مٹکے پڑے تھے۔ ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔
کالو سپیرا وہاں نہیں تھا۔ وہ کوٹھڑی کے اندر تھا۔ ناگ
اس کی شکل سے واقف تھا۔ کیونکہ وہی پولیس انسپکٹر کی
وردی پہن کر اس کے پاس آیا تھا۔ ناگ نے اپنے دائیں
بائیں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ دور ایک کچے مکان
کے باہر کچھ بچے کھیل رہے تھے۔

ناگ نے منہ اوپر کر کے سانس کو اندر کھینچا اور
دوسرے لمحے اس نے کالے سانپ کی شکل اختیار کر لی
اور زمین پر رینگتا ہوا کالو سپیرے کی کوٹھڑی کی طرف
چلا۔ کالو سپیرا کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں
ایک پٹاری تھی جس میں ایک سبز سانپ بند تھا۔ سبز
سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی تو پٹاری سے باہر نکلنے کی

بے تاب ہو گیا۔ ناگ نے وہیں سے سانپ کی زبان میں سبز سانپ سے کہا۔

"خبردار! میرے لئے باہر نکل کر مجھے سلام نہ کرنا۔ میں ایک خفیہ کام کرنے یہاں آیا ہوں"۔

سبز سانپ نے پٹاری کے اندر سے جواب دیا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

سبز سانپ کی طرف سے مطمئن ہو کر ناگ رینگتا ہوا جب چارپائی کے پاس آیا تو کالو سپیرے کی نگاہ اس پر پڑی۔ اس نے پٹاری وہیں زمین پر رکھی اور بین نکال کر بجانے لگا تاکہ ناگ کو پکڑ سکے۔ وہ اسے بھی ایک عام سانپ سمجھ رہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ یہ ناگ دیوتا ہے ناگ نے اپنا پھن اوپر اٹھا لیا اور جھومنے لگا۔ کالو سپیرا بڑا خوش ہوا کہ ایک اعلیٰ قسم کا پھنیر سانپ ہاتھ لگا ہے۔ وہ زور زور سے بین بجانے لگا۔ ناگ آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے سپیرے کے قریب آ گیا۔ پھر ناگ نے اچھل کر کالو سپیرے کی بین پر اپنی دم ماری۔ بین نیچے گر پڑی۔ کالو سپیرا بڑا حیران ہوا۔ کیونکہ یہ حرکت آج تک کسی سانپ نے نہیں کی تھی۔

کالو سپیرے نے لپک کر ناگ کو گردن سے پکڑ

لیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے ناگ کو قابو میں کر لیا ہے۔ مگر یہ اس کی بھول تھی۔ بے خبری میں وہ ناگ کو دوائی پلا کر بے ہوش کر سکتا تھا مگر ناگ جب اپنی اصلی حالت میں ہو تو وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ ناگ اگر چاہتا تو کالو سپیرے کو ڈس کر وہیں ہلاک کر دیتا مگر وہ اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کالو سپیرے نے ناگ کو قتل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اسے صرف بے ہوش کیا تھا کسی انسانی لالچ کی وجہ سے۔ ناگ اسے صرف ایک سبق سکھانا چاہتا تھا۔

تب ناگ نے اپنی زبان میں آس پاس کے سب سانپوں کو آواز دی۔

"میں عظیم ناگ دیوتا ہوں۔ میں تمہیں یہاں آنے کا حکم دیتا ہوں"۔

ناگ دیوتا کا حکم ملتے ہی ارد گرد میدان اور کھیتوں میں جتنے سانپ تھے سب کے سب ناگ دیوتا کی طرف دوڑ پڑے۔ کالو سپیرا ناگ کو پٹاری میں بند کرنے والا تھا کہ کیا دیکھتا ہے پچاس ساٹھ سانپ پھن اٹھائے اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔ کالو سپیرا تو گھبرا گیا۔ اس نے ناگ کو وہیں چھوڑا اور بھاگنے لگا۔ مگر

سانپوں نے اس کا راستہ روک لیا اور پھنکاریں مارنے لگے۔ کالو سپیرا سہم کر وہیں بیٹھ گیا۔ حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اتنے سارے سانپ کہاں سے آ گئے اور اس کے پاس کیوں آ گئے ہیں۔

ناگ نے سانپوں کو سانپ کی زبان میں کہا۔

"کالو سپیرے کو ڈسنا مت مگر اس کو جکڑ دو"۔

ناگ دیوتا کا حکم پاتے ہی سارے کے سارے سانپ کالو سپیرے پر ٹوٹ پڑے سپیرا خوف کھا کر کوٹھڑی میں گھس گیا۔ سانپ بھی اس کے پیچھے پیچھے کوٹھڑی میں چلے گئے۔ اور کالو سپیرے کے سارے جسم پر چڑھ گئے۔ ایک سانپ اس کی گردن میں کنڈلی ڈال کر پھن اس کے منہ کے سامنے لہرانے لگا۔

کالو سپیرا زمین پر گرا پڑا تھا۔ ہاتھ اوپر کو اٹھے تھے اور کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یا اللہ! مجھے معاف کر دے۔ مجھے ان سانپوں سے بچا لے"۔

اب ناگ بھی سانپ کی شکل میں اندر آ گیا اور زور سے پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ گیا۔ کالو سپیرے نے ناگ کو فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی نوجوان

ہے جس کے بارے میں گامی نے کہا تھا کہ سانپوں سے
بات کر لیتا ہے اور جس کو بے ہوشی کی دوائی انہوں نے
دی تھی اور وہ مر گیا تھا۔ اور کالو سپیرے اور گامی نے
مل کر اسے بھٹے کے نیچے دفن کر دیا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"کالو سپیرے! تم نے ضرور مجھے پہچان لیا ہو گا"۔

کالو سپیرے نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں بھائی پہچان لیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے معاف
کر دے میں نے گناہ کیا تھا۔ مجھے معاف کر دے"۔

ناگ بولا۔

تم نے تو مجھے قبر میں دفن کر دیا تھا"۔

کالو سپیرا کہنے لگا۔

"بھائی! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی بڑی طاقت
کے مالک ہو۔ اور پھر میری نیت تمہیں مارنے کی نہیں
تھی۔ میں نے تمہیں بے ہوش کیا تھا تاکہ تم پر منتر
پھونک کر تم سے سانپوں کی زبان کا پتہ چلا سکوں"۔

ناگ مسکرایا۔

"اور تم شاید یہ نہیں جانتے تھے کہ جس آدمی
سے سانپوں کی زبان معلوم کرنا چاہتے ہو وہ خود ناگ

دیوتا ہے"۔

یہ سن کر کالو سپیرے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے رک رک کر کہا۔

"تو کیا۔۔۔۔ کیا تم ناگ دیوتا ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر ناگ دیوتا نہ ہوتا تو یہ سارے سانپ یہاں کیسے آ سکتے تھے"۔

کالو سپیرے نے ہاتھ باندھ لئے اور گڑگڑا کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرا گناہ معاف کر دے۔ مجھ سے بھول ہو گئی"۔

ناگ نے سانپوں کو حکم دیا کہ وہ کالو سپیرے کو چھوڑ کر جدھر سے آئے ہیں ادھر ہی چلے جائیں۔ ناگ دیوتا کا حکم پاتے ہی سارے کے سارے سانپ کالو سپیرے کے جسم سے اتر کر کوٹھڑی سے باہر نکل گئے۔ اب کوٹھڑی میں صرف ناگ اور کالو سپیرا ہی رہ گئے۔ کالو سپیرا تو ناگ کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا۔

"ناگ دیوتا! میں آج سے تمہارا غلام ہوں۔ میرے قصور کو معاف کر دو۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی ایسی گستاخی نہ کرتا"۔

ناگ نے کالو سپیرے کو اٹھا لیا اور کہا۔

"میں نے تمہیں معاف کیا۔ لیکن تمہیں دولت کا لالچ کیوں ہے۔ تم زمین کے سارے خزانے لے کر کیا کرو گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زمین کے اندر دفن کئے ہوئے خزانے زمین کی امانت ہیں اس لئے ان پر ایک نہ ایک زہریلا سانپ بیٹھا ان کی حفاظت کرتا ہے"۔

کالو سپیرا بولا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب میں کبھی کسی خزانے کی تمنا نہیں کروں گا۔ بس بچوں کو سانپوں کا تماشا دکھا کر جو روکھی سوکھی ملے گی اس سے گزارہ کر لوں گا۔ لیکن ناگ دیوتا! تم یہاں لاہور میں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"یہ ایک لمبی اور پراسرا کہانی ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ تم مجھے اپنی کوئی خواہش بتاؤ جو میں پوری کر دوں۔ مگر خواہش ایسی ہو کہ جس سے کسی دوسرے انسان کو نقصان نہ پہنچتا ہو"۔

کالو سپیرا کچھ سوچ کر بولا۔

"ناگ دیوتا! مجھے سانپوں کی زبان سکھا دو"۔

ناگ نے کہا۔

"مجھے اس کی اجازت نہیں ہے کوئی دوسری خواہش بتاؤ"۔

کالو سپیرا بولا۔

"تو پھر مجھے کوئی ایسا منتر بتا دو کہ مجھ پر دنیا کے کسی بھی سانپ کے زہر کا اثر نہ ہو سکے"۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں تمہیں منتر نہیں بتاؤں گا لیکن ایک خاص منتر پڑھ کر تم پر پھونک دیتا ہوں۔ اس کے بعد تمہیں اگر شیش ناگ بھی ڈسے گا تو تمہیں کچھ نہیں ہو گا"۔

یہ کہہ کر ناگ نے منتر پڑھ کر کالو سپیرے پر پھونکا اور کہا۔

"اب میں جاتا ہوں"۔

کالو سپیرا بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! تم لاہور میں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟"

ناگ مسکرایا۔

"یہ بھی میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ کالو سپیرے نے دیکھا کہ

ناگ ایک کالے عقاب کی شکل میں اس کی کوٹھڑی سے اڑا اور باہر شام کی سرمئی فضا میں غائب ہو گیا۔

ناگ وہاں سے سیدھا ہلٹن ہوٹل آ گیا۔ ہوٹل کے باہر ہی اس نے دوبارا انسانی شکل بدل لی تھی۔ اب اسے یہ پریشانی تھی کہ عنبر' ماریا' تھیوسانگ اور جولی سانگ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے۔ اس کے سامنے تو عنبر ماریا اسلام آباد گئے تھے اور تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی گئے تھے۔ اب وہ سب کیٹی کی تلاش میں تھے اور خود کہیں گم ہو گئے تھے۔ ناگ بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ اسے ان دوستوں کا انتظار کرنا چاہئے یا خود ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ آخر ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے سب سے پہلے عنبر اور ماریا کو ڈھونڈنے راولپنڈی جانا چاہیے۔ چنانچہ اس نے رات ہوٹل میں گذاری اور صبح راولپنڈی روانہ ہو گیا۔

راولپنڈی سے وہ اسلام آباد گیا۔ دونوں شہروں میں سے کسی شہر میں بھی عنبر اور ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ دو دن تک ان کو تلاش کرتا رہا۔ جب مایوس ہو گیا تو وہاں سے اس نے ہوائی جہاز پکڑا اور کراچی آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کراچی میں اس کی ملاقات

تھیوسانگ اور جولی سانگ سے ہو جائے گی۔ مگر کراچی پہنچ کر بھی اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ وہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ شہر کی فضا میں ان دونوں میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں تھی۔

ناگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ پاکستان سے عنبر ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ دونوں ہی غائب تھے۔ واپس لاہور جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ دن کے وقت ناگ اسی سوچ بچار میں گم کراچی کی ایک سڑک پر سے گزر رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک مکان کے باہر لگے ہوئے بورڈ پر پڑی۔ وہاں لکھا تھا۔

"شاہی جادوگر۔ جو پوچھو گے بتاؤں گا"۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی نقلی جادوگر ہے اور کمزور ارادوں کے لوگوں کو احمق بنا کر ان سے پیسے بٹورتا ہے۔ پھر ناگ کو خیال آیا کہ ایسے نقلی نجومیوں کا کبھی کبھی حساب ٹھیک ہو جاتا ہے اور وہ زائچہ بنا کر کم از کم یہ ضرور بتا دیتے ہیں کہ فلاں شخص کس طرف گیا ہے۔ کیونکہ اگر زائچہ ٹھیک بنا ہو تو یہ پتہ چل جاتا ہے۔

ناگ شاہی جادوگر کے دفتر میں آ گیا۔ یہ وہی جادوگر تھا جس کے پاس تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی

آئے تھے اور جن کو جادوگر نے اپنے دوستوں کی تلاش میں فرانس کے شہر پیرس جانے کا مشورہ دیا تھا اور وہ دونوں یعنی تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی سے پیدل سفر پر پیرس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ شاہی جادوگر سوٹ بوٹ پہنے میز پر انسانی کھوپڑی رکھے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ ناگ دفتر میں آیا تو شاہی جادوگر نے اخبار ایک طرف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تشریف لائیے۔ تشریف لائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے مگر وہ اس سے صرف ستاروں کا حساب لگا کر زائچہ بنوانا چاہتا تھا تاکہ اسے صرف اتنا ہی پتہ چل سکے کہ اس کے ساتھی دنیا کے کس حصے میں ہیں۔ شمال میں ہیں جنوب میں، مشرق میں ہیں یا مغرب میں۔

ناگ نے کہا۔

"میں اپنا زائچہ بنوانا چاہتا ہوں"۔

جادوگر بولا۔

"بہت خوب اس کی دو سو روپے فیس ہو گی"۔

ناگ نے جیب سے سو سو کے دو نوٹ نکال کر

جادوگر کے سامنے رکھ دیئے۔

جادوگر نے کاپی پنسل نکال لی اور اس پر لکیریں کھینچ کر بولا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

ناگ خوب جانتا تھا کہ اگر اس نے اپنا نام غلط بتایا تو زائچہ بھی غلط بنے گا اور وہ تھیوسانگ وغیرہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہ کر سکے گا۔

اس نے کہا۔

"ناگ ــــــ!"

شاہی جادوگر نے ناگ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"یہ تو سانپوں کا نام ہے۔ آپ تو شریف آدمی لگتے ہیں پھر آپ نے سانپ کا نام کیوں رکھا ہوا ہے؟"

ناگ بولا۔

"میرے ماں باپ نے میرا یہی نام رکھا تھا۔ آپ زائچہ بنائیں"۔

شاہی جادوگر نے زائچہ بنانا شروع کر دیا۔ دس منٹ تک وہ زائچہ بناتا رہا۔ جب زائچہ تیار ہو گیا تو شاہی جادوگر نے پوچھا۔

"مسٹر ناگ! اب پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کا زائچہ بنا لیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"بات یہ ہے کہ میرے ساتھ میرے کچھ دوست بھی تھے۔ ہم سب ملک مصر سے اکٹھے دنیا کے سفر پر نکلے تھے۔ مگر پاکستان آ کر میرے دوست کہیں گم ہو گئے ہیں۔ مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہوں گے؟ کیا وہ پاکستان میں ہیں یا کسی دوسرے ملک چلے گئے ہیں۔ بس آپ مجھے صرف اتنا ہی حساب لگا کر بتا دیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں پوچھنا"

جادوگر نجومی نے زائچے کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اس نے زائچہ غلط سلط بنایا تھا۔ کیونکہ یہ نقلی نجومی تھا اور اسے زائچہ بنانا بالکل نہیں آتا تھا۔ یونہی جھوٹ موٹ طور پر زائچے کو ادھر ادھر سے دیکھنے کے بعد بولا۔

مسٹر ناگ! یہ زائچہ بتا رہا ہے کہ تمہارے دوست اس وقت ایک صحرا میں بھوکے پیاسے بھٹک رہے ہیں اور اگر انہیں تھوڑی دیر تک پانی نہ ملا تو وہ سب کے سب مر جائیں گے"۔

ناگ کو اب یقین ہو گیا کہ یہ نقلی اور جھوٹا نجومی

ہے کیونکہ عنبر' ماریا' تھیوسانگ اور جولی سانگ کو نہ تو پیاس ہی لگتی تھی اور نہ انہیں بھوک لگ سکتی تھی اور نہ وہ مر سکتے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"آپ کا زائچہ جھوٹا ہے۔ پھر سے زائچہ بنا کر دیکھیں"۔

نقلی نجومی کو غصہ آ گیا۔ اس نے زائچے والی کاپی میز پر زور سے ماری اور تلخی سے کہا۔

"مسٹر! تم مجھے زائچے کا سبق سکھانے آئے ہو؟ میں پندرہ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں اور بڑے بڑے افسر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ تم کس کھیت کی مولی ہو؟"

ناگ کو بڑا غصہ آیا کہ ایک تو اس شخص نے زائچہ غلط بنایا ہے اور پھر اوپر سے ڈھونس بھی جما رہا ہے کہ مجھ سے بڑا نجومی کوئی نہیں ہے مگر ناگ اپنے غصے کو پی گیا کہنے لگا۔

"جناب! میں آپ کو دوسری بار زائچہ بنانے کی دو سو روپے فیس دیتا ہوں۔ آپ محنت سے ٹھیک زائچہ بنائیں"۔

نقلی نجومی نے غصے سے کہا۔

"معاف کیجئے۔ میں آپ کے لئے زائچہ نہیں بنا سکتا۔ آپ میرے دفتر سے تشریف لے جا سکتے ہیں"۔

ناگ کو بھی غصہ آ گیا۔ وہ جوابی کارروائی کرنے ہی والا تھا کہ دفتر کے پچھلے کمرے میں سے کسی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ نقلی جادوگر نجومی گھبرا کر کمرے کی طرف بھاگا۔

"کیا ہوا بیگم؟ کیا ہوا؟"

دوسرے کمرے سے نقلی جادوگر نجومی کی بیگم کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"شازلی کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ ہائے! خدا کے لئے اسے ہسپتال لے چلو۔ میرے اللہ! وہ بے ہوش ہو رہی ہے"۔

اسی دفتر کے پیچھے دو کمروں میں یہ نقلی جادوگر نجومی اپنی بیوی اور نو سالہ بیٹی شازلی کے ساتھ رہتا تھا۔ نقلی نجومی بھی گھبرا گیا۔

ناگ کو جب معلوم ہوا کہ ساتھ والے کمرے میں اس نقلی نجومی جادوگر کی بیٹی کو سانپ نے ڈس لیا ہے تو وہ کرسی پر سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے کے دروازے

تک گیا اور بلند آواز میں کہا۔

"بچی کو ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اسے ٹھیک کر دوں گا"۔

بچی کی ماں رو رہی تھی۔ اس نے یہ سنا تو جلدی سے دروازہ کھول دیا اور بولی۔

"بھائی صاحب! خدا کے لئے میری بچی کو ٹھیک کر دیں۔ اسے سانپ نے ڈس لیا ہے"۔

علی نجمی بھی پریشان اور گھبرایا ہوا وہاں کھڑا تھا۔ نو سالہ پیاری معصوم بچی پلنگ پر نیم بے ہوش پڑی تھی اس کا رنگ مٹی کی طرح ہو گیا تھا۔ شہروں کے سانپ اتنے زہریلے نہیں ہوتے اگر آدمی احتیاط سے کام لے اور حوصلہ نہ ہارے تو وہ طبی امداد ملنے کے بعد بالکل صحت مند ہو سکتا ہے مگر سانپ کی دہشت ہوتی ہے اور شہر کے لوگ زیادہ تر سانپ کی دہشت کی وجہ سے مر جاتے ہیں کہ انہیں سانپ نے کاٹا ہے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گھروں کے اندر جو کوڑیوں کے نشان والا کیسری رنگ کا سانپ عام طور پر پایا جاتا ہے اگر وہ کاٹ لے تو اس کے زہر کا اثر کیمیائی طور پر اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ انسان کو چھ سات شہد کی بڑی مکھیاں کاٹ لیں۔

مگر سانپ کی دہشت کی وجہ سے آدمی اپنے اوپر موت طاری کرنے میں موت کی مدد کرتا ہے۔ ایک بات ہم سب کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر خدا نخواستہ سانپ کاٹ لے تو گھبرانے کی بجائے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ سانپ کے کاٹنے کی جگہ سے اوپر دل کی جانب کسی دوپٹے یا رسی یا ازاربند سے کس کر باندھ دینا چاہئے تاکہ زہر خون کے ذریعے دل کی طرف نہ جائے اور پھر سانپ کے کاٹنے کی جگہ چاقو سے زخم لگا کر زہر کو باہر نکلنے کا موقع دینا چاہئے۔ اس کے بعد فوراً اپنے علاقے کے ہسپتال کی طرف اسے لے جانا چاہئے۔ مصیبت میں گھبرا جانے سے مصیبت کم نہیں ہوتی بلکہ دوگنی ہو جاتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے۔

"مصیبت میں گھبرا جانا بھی ایک مصیبت ہے"

ناگ نے جب کہا کہ میں لڑکی کو ٹھیک کر سکتا ہوں تو نقلی نجومی بولا۔

"اگر تمہارے پاس سانپ کے کاٹنے کا کوئی منتر یا دعا ہے تو خدا کے لئے میری بچی کی جان بچا دو"۔

ناگ بچی شازلی کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا۔ سانپ نے بچی کے پاؤں پر کاٹا تھا۔ یہ سانپ ان کے مکان کے

پیچھے جو گندا نالہ تھا وہاں سے مکان کے پرنالے کے
ذریعے غسل خانے میں آ گیا تھا۔ شازلی پاؤں دھو رہی
تھی کہ سانپ نے پیچھے سے آ کر اس کے پاؤں پر ڈس
دیا۔ ناگ نے شازلی کے پاؤں کو غور سے دیکھا۔ جہاں
سانپ نے کاٹا تھا وہاں ایک چھالہ پڑ گیا تھا۔ زہر آہستہ
آہستہ اس کے خون میں شامل ہو رہا تھا۔ اس کی زندگی
کو اس لئے خطرہ تھا کہ لڑکی کو معلوم تھا کہ اسے سانپ
نے کاٹا ہے اور وہ نفسیاتی طور پر موت کو قبول کر چکی
تھی۔

ناگ دیر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کہیں واقعی لڑکی
خوف اور دہشت کی وجہ سے موت کو گلے نہ لگا لے۔
اس نے آنکھیں بند کر کے اس سانپ کو آواز دی اور
سانپوں کی زبان میں کہا۔

"جس سانپ نے اس مکان میں لڑکی کو ڈسا ہے
وہ جہاں بھی ہے فوراً حاضر ہو۔ میں ناگ دیوتا ہوں"۔

ناگ کو معلوم تھا کہ سانپ آس پاس ہی کہیں ہو
گا۔ اور ایسا ہی تھا۔ شازلی کو ڈسنے کے بعد سانپ اسی
مکان کی ایک کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اس کو ناگ دیوتا
کی خوشبو پہلے ہی آ گئی تھی اور وہ حیران تھا کہ اس شہر

میں ناگ دیوتا کہاں سے آ گیا کہ اسے ناگ دیوتا کی آواز سنائی دی۔ سانپ فوراً کوٹھڑی سے نکل کر ناگ کی طرف بڑھا۔ کمرے میں شازلی کی ماں اور نقلی نجومی باپ پریشان اور گھبرائے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ پچھلی کوٹھڑی سے نکل کر ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ شازلی کی ماں نے چیخ مار کر کہا۔

"سانپ پھر آ گیا۔ سانپ پھر آ گیا"۔

ناگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ سانپ کو کچھ نہ کہنا۔ میں نے ہی اسے منتر پڑھ کر بلایا ہے"۔

نقلی نجومی جادوگر اور اس کی بیوی پیچھے ہٹ کر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔

شازلی کی ماں نے کہا۔

"بھائی صاحب! یہ میری بچی کو پھر نہ کاٹ لے"۔

ناگ نے کہا۔

"بہن جی! آپ خدا کے لئے خاموش رہیں اور مجھے بچی کی جان بچانے دیجئے"۔

سانپ نے اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھا تو اپنا

سر فرش پر رکھ دیا۔
"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام"۔
ناگ نے سانپوں کی خاموش زبان میں کہا۔
"تمہیں شرم آنی چاہیے کہ اس لڑکی کو تم نے
ڈس دیا جبکہ وہ پاؤں دھو رہی تھی۔ فوراً اپنا سارا زہر
اس لڑکی کے جسم سے واپس چوس لو"۔
"سانپ نے آگے بڑھ کر شازلی کے پاؤں پر اس
جگہ منہ لگا دیا جہاں اس نے کاٹا تھا۔ ایک منٹ سے بھی
کم وقت میں سانپ نے شازلی کے جسم سے اپنا زہر
واپس لے لیا۔ شازلی نے آنکھیں کھول دیں۔
ناگ نے سانپ سے کہا۔
"اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور خبردار اب کبھی
شہر کا رخ نہ کرنا"۔
سانپ سلام کر کے سہما ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔
سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے شازلی کے ماتھے پر ہاتھ
رکھا اور اس کی ماں سے کہا۔
"اسے گرم دودھ پلائیں"۔
شازلی کا باپ نقلی نجومی تو حیران پریشان تھا کہ یہ
کس قسم کا نوجوان ہے کہ سانپ سے سارا زہر واپس کرا

لیا۔

ناگ نے کہا۔

"یہ وہی سانپ تھا جس نے آپ کی بیٹی کو ڈسا تھا میرے پاس ایک منتر ہے جس کی مدد سے میں نے اس سانپ کو بلایا اور حکم دیا کہ بچی کے جسم میں سے اپنا زہر واپس لے لے۔ اب آپ کی بچی بالکل اچھی ہو جائے گی"۔

نقلی نجومی نے تو ناگ کے پاؤں پکڑ لئے اور بولا۔

"میرے بھائی! میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ تم نے ہمارے گھر کو تباہ ہونے سے بچا لیا"۔

ناگ بولا۔

"یہ میرا انسانی فرض تھا"۔

شازلی کی ماں گرم دودھ لے آئی اور شازلی کو پلانے لگی۔ ناگ وہاں سے اٹھ کر دفتر کے کمرے میں آ گیا۔ نقلی جادوگر بھی پیچھے پیچھے چلا آیا۔

کہنے لگا۔

"میں کیا خدمت کروں مسٹر ناگ! اب معلوم ہوا کہ تمہارا نام ناگ کیوں رکھا گیا تھا۔ تم نے تو کمال کر دکھایا۔ میں خوش قسمت ہوں کہ اس وقت تم میرے پاس

بیٹھے تھے۔ ورنہ میری بچی کی جان چلی جاتی۔ مگر یہ منتر مجھے نہیں بتاؤ گے"۔

ناگ نے کہا۔

"نہیں! یہ منتر کسی کو بتانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں"۔

"ذرا ٹھہرو مسٹر ناگ!"

ناگ رک گیا۔

"اب کیا بات ہے؟" اس نے پوچھا۔

نقلی نجومی نے دوبارا زائچہ بنایا اور بولا۔

"میں ایک بار پھر تمہارے دوستوں کے بارے میں سراغ لگانے کی کوشش کروں گا۔ تم بیٹھو"۔

ناگ بیٹھنا نہیں چاہتا تھا مگر اس کا دل رکھنے کی خاطر بیٹھ گیا۔

نقلی نجومی دوسری بار زائچہ بنا کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"زائچہ بتا رہا ہے کہ تمہارے دوستوں میں دو عورتیں بھی ہیں؟"

ناگ کچھ چونکا۔ سمجھ گیا کہ زائچہ ٹھیک بن گیا ہے۔ جلدی سے بولا۔

"ہاں! دو عورتیں بھی ہیں۔ دو مرد ہیں"۔
نقلی نجومی برابر زائچے کو دیکھے جا رہا تھا۔ پھر مسکرا کر بولا۔
"زائچہ بتا رہا ہے کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت اس شہر کراچی میں کچھ روز پہلے موجود تھے"۔
"اب کہاں ہیں وہ؟ یہ دیکھ کر بتائیں"۔ ناگ نے جلدی سے کہا۔
نقلی نجومی کی نظریں ابھی تک زائچے پر جمی ہوئی تھیں۔ مسکرا کر بولا۔
"حیرانی کی بات ہے زائچہ کہہ رہا ہے تمہارے یہ دوست ایک مرد اور لڑکی میرے دفتر میں بھی آئے تھے"۔
ناگ نقلی نجومی کو تکنے لگا۔
نقلی نجومی بولا۔
"وہ تو چار چھ روز پہلے میرے پاس آئے تھے"۔



خطرناک سازش

جب نجومی نے حلیہ بتایا تو وہ تھیوسانگ اور جولی سانگ کا حلیہ تھا ناگ تو اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں ہاں! یہی میرے دوست تھے۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ کہاں ہوں گے اس وقت؟"

نجومی کہنے لگا۔

"وہ بھی تمہاری تلاش میں تھے اور وہ تو چار پانچ روز ہوئے تمہیں ڈھونڈنے فرانس کے شہر پیرس چلے گئے ہیں"۔

نقلی نجومی نے ناگ کو یہ نہ بتایا کہ اس نے ان کو فرانس بھیجا تھا۔ ناگ مایوس ہو گیا۔ نجومی کہنے لگا۔

"گھبراؤ نہیں مسٹر ناگ! وہ مجھے بتا گئے تھے کہ پیرس میں وہ کہاں ٹھہریں گے"۔

ناگ نے پوچھا۔

"وہ کونسی جگہ ہے مجھے بتائیں۔ میں کسی نہ کسی طرح ان کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔

نقلی نجومی نے ناگ کو بتایا کہ اس کے دوست یعنی تھیوسانگ اور جولی سانگ پیرس کے سب سے بلند مینار کے پاس ایک ایسے ہوٹل میں ٹھہریں گے جس کی کھڑکیاں پیچھے دریا کی طرف کھلتی ہیں"۔

ناگ نے پوچھا۔

"ان کے ساتھ کوئی دوسرا مرد نہیں تھا؟"

ناگ کی مراد عنبر سے تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ماریا کو نجومی نے نہیں دیکھا ہو گا۔

نجومی بولا۔

"نہیں وہ دونوں یعنی ایک مرد اور ایک لڑکی اکیلے ہی تھے"۔

ناگ نے نجومی سے ہاتھ ملایا اور تیزی سے اٹھ کر سیڑھیاں اتر کر نیچے سڑک پر آ گیا تھا۔ عنبر ماریا کا تو اسے سراغ نہیں ملا تھا مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ کا پتہ چل گیا تھا۔ چنانچہ ناگ سب سے پہلے تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ ناگ کو اتنا معلوم تھا

کہ تھیو سانگ اور جولی سانگ بغیر پاسپورٹ ویزا کے نہ تو پاکستان سے باہر نکل سکتے تھے اور نہ فرانس میں داخل ہو سکتے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر وہ پیدل ہی فرانس کے ملک کی طرف گئے ہوں گے اور پیدل سفر کا راستہ کراچی سے بلوچستان' پھر ایران' پھر مصر سے ہو کر یورپ کی طرف جاتا تھا۔ ناگ نے بھی اسی راستے سے سفر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ابھی تھیو سانگ اور جولی سانگ راستے میں ہی ہوں اور وہ انہیں راستے میں ہی مل لے۔

ناگ سڑک پر چلتا ہوا سیدھا سمندر کے کنارے آ گیا۔ جہاں سے شمال مغرب کی طرف بلوچستان صوبے کا ساحل تھا۔ اس وقت دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ ایک ویران اور اکیلی جگہ پر آ گیا۔ اس نے سانس اندر کو کھینچا اور سیاہ چھوٹے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اڑان بھر کر فضا میں بلند ہوتا گیا۔ سمندر کے اوپر ایک خاص بلندی پر آ کر ناگ نے ایران کی طرف پرواز شروع کر دی وہ کافی تیز رفتاری سے اڑ رہا تھا۔

دو گھنٹے سے بھی پہلے وہ ایران میں داخل ہو گیا۔ اسے اپنے نیچے ایران شہر کی مسجدوں کے خوبصورت چمکیلے

گنبد نظر آنے لگے۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کراچی
سے نکلے چار چھ دن ہو گئے تھے۔ اس حساب سے وہ
ایران سے نکل چکے ہوں گے اور ممکن ہے مصر کے شہر
میں ہوں۔ یہ سوچ کر ناگ نے اپنی پرواز جاری رکھی۔
اور شام کے وقت مصر کے شہر قاہرہ کی فضاؤں میں پہنچ
گیا۔ قاہرہ کی بلند عمارتوں میں روشنی ہو رہی تھی۔
دریائے نیل پر کشتیاں اور موٹر بوٹ تیر رہے تھے۔
سڑکیں جگمگا رہی تھیں۔ ٹریفک کا کافی رش تھا۔ شہر سے
دور پانچ ہزار برس پرانے اہرام مصر کے تکونے ٹیلے
دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ سب سے پہلے
تھیوسانگ اور جولی سانگ کو قاہرہ شہر میں دیکھنا چاہئے۔
شاید وہ یہیں کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے مل جائیں۔
چنانچہ ناگ نیچے کو اترنے لگا۔

ناگ دریائے نیل کے کنارے کھجوروں کے ایک
جھنڈ پر آ کر اتر گیا۔ وہ نیچے آیا۔ نیچے اسے انجیر کے
چھوٹے اور گھنے درخت دکھائی دیئے۔ یہاں ذرا اندھیرا
تھا۔ ناگ نے سوچا کہ وہ اس جگہ دوبارا انسانی شکل
اختیار کرے گا اور پھر شہر کی طرف چل دے گا۔ وہ انجیر
کے درختوں میں اترا ہی تھا کہ اسے دو آدمیوں کے

باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ دونوں عبرانی زبان میں بات کر رہے تھے۔ عبرانی زبان یہودی بولتے ہیں اور یہ ان کی قومی زبان ہے۔ ناگ نے انجیر کی شاخ کے پتوں میں سے جھانک کر دیکھا۔ نیچے دو آدمی گھاس پر بیٹھے تھے۔ ایک نے انگریزی لباس پہن رکھا تھا اور دوسرا بڑے قیمتی عربی لباس میں تھا۔ مصر میں مسلمان عربی لباس پہنتے ہیں۔ دونوں کے رنگ صاف تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ ذرا پرے دریا کے کنارے ایک بڑی قیمتی رولز رائس گاڑی کھڑی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ یہ دونوں امیر آدمی ہیں اور دریا کنارے پکنک منانے آئے ہیں۔ ناگ وہاں سے کسی دوسری طرف اڑنے ہی لگا تھا کہ اس کے کان میں ایک فقرہ پڑا۔

"ہمیں ان مسلمانوں کو ایسا سبق سکھانا ہو گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی اسرائیل کا نام سن کر خوف سے لرز اٹھیں"۔

ناگ اڑتے اڑتے وہیں رک گیا اور اپنی توجہ ان دونوں کی گفتگو کی طرف لگا دی۔ پہلے والا مسلمانوں کے خلاف زہریلا جملہ اس آدمی کی زبان سے نکلا تھا جس نے بہت قیمتی ریشمی عربی لباس پہن رکھا تھا۔ ناگ بڑا حیران

ہوا کہ یہ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے خلاف کیسے باتیں کر رہا ہے۔ اور پھر وہ عربی کی بجائے عبرانی زبان بول رہا تھا جو یہودیوں کے ملک اسرائیل میں بولی جاتی تھی۔ ناگ کو اتنا معلوم تھا کہ اسرائیلی یہودیوں نے زبردستی فلسطینی مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے اور اب اسرائیل کی نگاہ مصر کے صحرائے سینا اور نہر سویز پر ہے۔ اسرائیل امریکہ کی مدد سے نہر سویز مصر سے چھین کر اس پر اور صحرائے سینا پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ یہ گفتگو بھی اسی سازش کے بارے میں ہو رہی تھی۔ بہت جلد ناگ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ دونوں اسرائیلی یہودی جاسوس ہیں اور مصر میں مسلمانوں کے خلاف تخریبی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یہودی جس نے بے حد قیمتی عربی لباس پہن رکھا تھا اس کا نام کامل تھا اور وہ مسلمان بن کر قاہرہ میں رہ رہا تھا۔ دوسرا یہودی جس نے انگریزی سوٹ پہن رکھا تھا کامل جاسوس کو ضروری ہدایات دینے کے لئے وہاں آیا تھا اور اس کا نام ڈیوڈ تھا۔

ڈیوڈ کہہ رہا تھا۔

"کامل! تم نے بہت جلدی مصری حکومت کے

اونچے طبقے سے تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم تمہاری اس کارگزاری سے بہت خوش ہے۔ مگر اب تمہیں اپنی کاروائی تیز کرنی ہو گی۔ سویز کی پہاڑیوں پر مصر کی مسلمان حکومت نے اسرائیل کے حملے کو روکنے کے لئے بڑی بڑی توپیں لگا رکھی ہیں۔ یہاں جانے کی کسی شہری کو اجازت نہیں ہے۔ اسرائیل چاہتا ہے کہ تم ان توپوں کا پورا پورا پتہ چلاؤ اور جس روز اسرائیل مصر پر اچانک حملہ کرے تو تم ادھر سے یہ توپیں اڑا دو تاکہ مصر کی فوج بے بس ہو جائے۔ وہ اسرائیل کی فوجوں پر ان توپوں کی مدد سے گولہ باری نہ کر سکے اور ہماری فوجیں آگے بڑھ کر صحرائے سینا اور نہر سویز پر قبضہ کر لیں"۔

یہودی جاسوس کامل نے کہا۔

"میں جانتا ہوں ڈیوڈ کہ اسرائیل کا نہر سویز پر قبضہ کرنا کس قدر ضروری ہے۔ اور نہر سویز کی پہاڑی والی توپوں کو تباہ کرنا بھی ہمارے لئے کتنا اہم ہے۔ اس طرح سے سارا مصر ہماری توپوں کے نشانے میں ہو گا اور ہم فلسطینیوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے اور مصر ہمارے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"یہی وزیراعظم موشے دایان چاہتا ہے اور یہی پیغام اس نے تم تک پہنچانے کے لئے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"۔

یہودی جاسوس کامل نے کہا۔

"تم میری طرف سے وزیراعظم موشے دایان کو جا کر یقین دلا دو کہ بہت جلد ہم نہ صرف سویز کی پہاڑی توپوں کو تباہ کر دیں گے بلکہ نہر سویز پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہو گا"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"کامل! تم ایک امیر ترین شامی مسلمان سوداگر بن کر قاہرہ میں رہ رہے ہو۔ تمہیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت تمہارا راز فاش ہو جائے اگر ایسا ہو گیا تو پھر کوئی دوسرا اسرائیلی جاسوس تمہاری جگہ نہ لے سکے گا۔ کیونکہ مصری حکومت ہوشیار ہو جائے گی"۔

یہودی کامل ہاتھ کو جھٹک کر بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میں نے یہاں قاہرہ میں اپنا وقار بنا رکھا ہے۔ میں پانی کی طرح سرکاری افسروں

پر دولت خرچ کرتا ہوں۔ ان کی زبردست دعوتیں کرتا ہوں۔ ان کی بیویوں کو قیمتی تحفے دیتا ہوں۔ مصری حکومت کے بڑے بڑے افسر اور فوج کے بڑے بڑے جرنیل کرنیل میرے دوست بن چکے ہیں۔ مجھ پر کبھی کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ میں بالکل مصری اور شامی لہجے میں عربی زبان بولتا ہوں۔ ان کو کبھی ذرا سا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ میں مسلمان نہیں بلکہ ان کا جانی دشمن اسرائیلی جاسوس ہوں"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تم سے ایسی ہی امید ہے۔ ہم نے اسی لئے کسی دوسرے اسرائیلی جاسوس کو اس مشن پر نہیں بھیجا بلکہ تمہیں بھیجا ہے"۔

اسرائیلی جاسوس کامل نے پوچھا۔

"میرے بیوی بچے تو ٹھیک ہیں ناں؟"

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"تم ان کی بالکل فکر نہ کرو۔ انہیں اسرائیلی حکومت کی طرف سے ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو بیس ہزار ڈالر مل جاتے ہیں۔ انہیں ایک عالی شان کوٹھی دے دی گئی ہے۔ وہ ہمارے دارالحکومت تل ابیب میں عیش و

آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں"۔
اسرائیلی جاسوس کامل نے کہا۔
"انہیں میری طرف سے خیریت کا پیغام دینا۔ اب تم جاؤ مجھے آج شام مصری کرنل فواد سے ملنا ہے"۔
"ٹھیک ہے" ڈیوڈ بولا۔ "میں جاتا ہوں"۔
یہودی ڈیوڈ باغ سے نکل کر ایک طرف درختوں کے اندھیرے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد اسرائیلی جاسوس کامل بھی اٹھا۔ اپنی قیمتی اور شاندار کار میں بیٹھا اور قاہرہ کے شہر کی طرف چل دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اب ناگ اس کا پیچھا نہ کرتا۔ کیونکہ یہ مصر کی مسلمان حکومت کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ اسرائیلی حکومت کو امریکہ کی امداد حاصل تھی جبکہ مصر اکیلا ہی اسرائیلیوں کا مقابلہ کر رہا تھا اور فلسطینی مسلمانوں کو ان کا وطن دلانے کے لئے جد و جہد میں مصروف تھا۔
ناگ درخت کی شاخ سے اڑا اور اسرائیلی جاسوس کی کار کے اوپر اڑتے ہوئے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ خوبصورت گاڑی قاہرہ شہر کی روشنیوں سے جگمگاتی سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی دریائے نیل کے دوسرے کنارے

ایک عالی شان دو منزلہ کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ ناگ کوٹھی کے لان میں ایک درخت پر اتر آیا۔

اسرائیلی جاسوس کامل گاڑی میں سے نکلا اور اندر چلا گیا۔ ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس کی کوٹھی ہے اور اسرائیلی جاسوس یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ اس نے کوٹھی کے دروازے پر ایک طرف کھڑے فوجی کی موجودگی سے یہ اندازہ لگایا کہ اس کوٹھی میں مصری فوج کا کوئی افسر رہتا ہے اور ضرور وہ مسلمان فوجی افسر ہو گا۔ اتنے میں ناگ نے کوٹھی کی اوپر والی منزل میں اسرائیلی جاسوس کو ایک بھاری بھر کم آدمی کے ساتھ دیکھا۔ کھلی کھڑکی میں سے وہ دونوں صاف نظر آ رہے تھے۔ ناگ جلدی سے اڑ کر دوسری منزل کی کھڑکی کے پاس آ کر ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

بھاری بھر کم آدمی مصری فوج کا کرنل فواد تھا۔ وہ اسرائیلی جاسوس کامل کے گلے لگ کر ملا۔ اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جس شخص کو وہ اپنا دوست سمجھ رہا ہے اصل میں وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہے اور اسرائیلی حکومت کا خطرناک جاسوس اور مسلمانوں کا خونخوار دشمن ہے۔ کرنل فواد نے اسرائیلی جاسوس کو شربت پیش کیا

اور کہا۔

"جبران! تم نے دیر کر دی۔ کیا بات تھی؟"

ناگ سمجھ گیا کہ اسرائیلی جاسوس نے یہاں اپنا نام جبران رکھا ہوا ہے۔

وہ بولا۔

"میرے دوست فواد! کیا کروں۔ مجھے تو فلسطینی مسلمانوں کا غم کھائے جاتا ہے۔ ایک اخبار کے دفتر میں فلسطینی مجاہدوں کے حق میں بیان لکھوانے چلا گیا تھا بس وہیں دیر ہو گئی۔"

عیار اسرائیلی جاسوس کامل نے جھوٹ بولا تھا۔ حالانکہ وہ دریا کنارے یہودی لیڈروں سے مصر کے مسلمانوں اور مصر کی حکومت کے خلاف ایک خوفناک سازش کے بارے میں گفتگو کرتا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں کھانا لگ گیا۔ کھانے پر بھی اسرائیلی جاسوس مصری کرنل فواد کے ساتھ ایسی باتیں کرتا رہا جیسے اسے مصر کے مسلمانوں اور فلسطینی مجاہدوں سے بے حد ہمدردی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں اسرائیلی جاسوس کہنے لگا۔

"کرنل فواد! مجھے خطرہ ہے کہ اگر ذلیل

اسرائیلیوں نے خدا نہ کرے مصر پر حملہ کر دیا تو وہ نہر سویز پر قبضہ کر لیں گے"۔

کرنل فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جبران! میرے دوست! شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم نے سویز کی پہاڑی پر ایسی خفیہ توپیں لگا رکھی ہیں کہ ہم دشمن کو بھون کر رکھ دیں گے"۔

اسرائیلی جاسوس کامل سویز کی پہاڑی کی انہی توپوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا چکا تھا اور اسرائیل کی یہودی اور مسلمان دشمن حکومت نے اسے اسی کام کے لئے شامی مسلمان کے بھیس میں مصر بھیجا ہوا تھا۔

اسرائیلی جاسوس بولا۔

"مگر میں ان توپوں سے مطمئن نہیں ہوں کرنل! تم کمینے اسرائیلیوں کو نہیں جانتے۔ انہوں نے امریکہ سے ایسے ریڈار لے رکھے ہیں جو ایک سیکنڈ میں تمہاری توپوں کا پتہ چلا لیں گے اور دشمن میزائل مار کر انہیں تباہ کر دے گا"۔

کرنل فواد اسرائیلی جاسوس کی باتوں میں آ گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہم نے سویز کی پہاری میں اپنی توپوں کو دائیں

بائیں گہری خندقوں میں پہاڑی کے اندر چھپایا ہوا ہے اور صرف ان کے منہ باہر نکلے ہوئے ہیں"۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے عیار اسرائیلی جاسوس نے کرنل فواد سے سب کچھ معلوم کر لیا کہ مصری فوج نے پہاڑی پر کتنی توپیں لگائی ہیں اور کہاں کہاں لگائی ہوئی ہیں۔ اسرائیلی جاسوس کو یہی معلومات چاہیے تھیں۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ مصری مسلمان کرنل اتنا سادہ دل ہے کہ دوست دشمن کی پہچان نہیں کر سکتا۔ سویز کی پہاڑی کی توپوں کا سارا راز اسرائیلی جاسوس کو معلوم ہو چکا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد اسرائیلی جاسوس کامل بڑی محبت سے کرنل فواد کے گلے لگ کر ملا اور خدا حافظ کہا۔ کوٹھی سے نکل کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ اس کے تعاقب میں تھا۔ مسلمانوں کے ایک ملک کا سب سے بڑا فوجی راز ایک اسلام دشمن اسرائیلی جاسوس کو معلوم ہو چکا تھا اور اب وہ اسے اپنی حکومت کو یہ راز وائرلیس کے ذریعے بتانے جا رہا تھا۔ اس لئے ناگ اسے کیسے زندہ چھوڑ سکتا تھا۔ ناگ گاڑی کے اوپر ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔

گاڑی شہر کے باہر صحرائی میدان میں ایک طرف
تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ رات ہو گئی تھی۔ قاہرہ کے
آسمان پر تارے نکل آئے تھے۔ دور اندھیرے میں اہرام
کے بلند اور ڈراؤنے ٹیلے سینہ اٹھائے کھڑے تھے۔
اسرائیلی جاسوس کی کار ایک اہرام مصر کے پیچھے چلی گئی۔
ناگ بھی اڑتا ہوا اس طرف آ گیا۔ ادھر ایک پتھریلا
راستہ ایک پرانی خانقاہ کی طرف چلا گیا تھا۔ خانقاہ کے
باہر ایک اونچا کھجور کا درخت تھا۔ اندھیرے میں کار
خانقاہ کے دروازے پر آ کر رک گئی۔ اسرائیلی جاسوس
تیزی سے کار میں سے نکل کر خانقاہ میں چلا گیا۔ ناگ
نے بھی فوراً کالے سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا
خانقاہ کے اندر چلا گیا۔ خانقاہ کے اندر اندھیرا تھا مگر ناگ
کو اس اندھیرے میں بھی سامنے ایک دوسرے کمرے کا
دروازہ نظر آ رہا تھا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ اندر سے
دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ
نے دروازے کے نیچے سے اپنی سانپ والی گردن ذرا سی
آگے بڑھا کے دیکھا۔ اندر لالٹین جل رہی تھی۔ اور
ایک میز کے پاس اسرائیلی جاسوس بیٹھا یہودی جاسوس ڈیوڈ
سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کے درمیان ایک وائرلیس

سیٹ پڑا تھا جس کو اسرائیلی جاسوس کامل کھول رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

"میں اپنی اسرائیلی فوج کی ہائی کمان کو ابھی خفیہ کوڈ سگنل میں بتانا چاہتا ہوں کہ سویز کی پہاڑی میں مصری فوج نے کہاں کہاں توپیں لگائی ہوئی ہیں"۔

یہودی ڈیوڈ خوش ہو کر بولا۔

"تم نے بہت بڑا کام کیا ہے کامل! مجھے یقین نہیں تھا کہ اتنی جلدی تم مصری فوج کا اتنا بڑا راز معلوم کر کے لے آؤ گے۔ اب ہم سب سے پہلے مصری توپ خانے کی ان توپوں کو اڑا دیں گے۔ اس کے بعد نہر سویز اور پھر قاہرہ ہمارے قبضے میں ہو گا"۔

اسرائیلی جاسوس مکروہ ہنسی ہنسا اور بولا۔

"سارے عرب مسلمانوں پر ہماری طاقت کی دھاک بیٹھ جائے گی اور فلسطینی تو پھر سر نہیں اٹھا سکیں گے"۔

یہودی ڈیوڈ نے کہا۔

"وائرلیس سیٹ کو کھول کر سگنل دو۔ دیر نہ کرو۔ یہ اتنی بڑی خبر ہے کہ اسے جلد از جلد ہماری حکومت اور فوج کے پاس پہنچ جانا چاہیے"۔

ناگ نے دل میں کہا - یہ خبر کبھی نہیں پہنچے گی۔

اتنے میں اسرائیلی جاسوس نے وائرلیس سیٹ پر اسرائیلی
حکومت کی فوجی ہائی کمان سے رابطہ پیدا کر لیا تھا اور وہ
ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ اب ناگ کے پاس وقت نہیں تھا۔
ایک ہی فقرے میں مصر اور پورے عالم اسلام کو شدید
نقصان پہنچنے والا تھا اور ناگ یہ کبھی برداشت نہیں کر
سکتا تھا۔ وہ تاریخ کے ساتھ ساتھ سفر کرتا آیا تھا اور
بڑی اچھی طرح سے جانتا تھا کہ مسلمانوں نے دنیا کو کس
قدر علم اور تہذیب کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔
غلاموں کو آزادی بخشی۔ عورت غلام تھی۔ اس کو اس
کے جائز حقوق دیئے۔ اس لئے ناگ کو دین اسلام سے
گہری عقیدت تھی اور دنیا کے سارے مسلمانوں سے بے
پناہ محبت تھی۔ وہ مسلمانوں کی تباہی کیسے گوارا کر سکتا
تھا۔ وہ دروازے کے نیچے سے رینگتا ہوا کمرے میں گھس
گیا۔ کمرے میں جاتے ہی ناگ نے ایک بھیانک پھنکار
ماری اور سب سے پہلے چھلانگ لگا کر اسرائیلی جاسوس کی
گردن پر ڈس دیا۔ اس کا یہودی ساتھی سانپ کو دیکھ کر
جیب سے پستول نکالنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے اسے اتنی
مہلت نہ دی اور اس کی گردن سے چمٹ گیا اور ساتھ
ہی اسے بھی ڈس دیا۔ ناگ کا سانپ بن کر اپنی پوری

طاقت کے ساتھ ڈسنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں دونوں کے جسم سیاہ پڑ کر پھول گئے۔

دونوں مر چکے تھے۔ ناگ وہاں سے باہر نکلا۔ عقاب بن کر ہوا میں بلند ہوا اور تیزی سے اڑتا ہوا سیدھا مصری کرنل فواد کی کوٹھی کی دوسری منزل پر آ گیا۔ کرنل فواد سونے کی تیاری کر رہا تھا اور اپنے ریشمی بستر پر لیٹ کر کوئی کتاب پڑھ رہا تھا کہ ناگ انسانی شکل میں اندر داخل ہو گیا۔ مصری کرنل نے ایک اجنبی کو اندر آتے دیکھا تو جلدی سے سرہانے کے نیچے سے پستول نکال کر ناگ پر تان دی اور بولا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ نہیں تو گولی مار دوں گا۔"

ناگ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کرنل صاحب جس اسرائیلی دشمن کو گولی مارنی چاہیے تھی اس کو تو آپ نے اپنی فوج کا سب سے اہم ترین خفیہ راز بتا دیا اور مجھے گولی مار رہے ہیں۔ جس نے آپ کے ملک کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے"۔

مصری کرنل نے پوچھا۔

"مگر تم کون ہو؟ یہاں کیسے آ گئے؟"

ناگ بولا۔

"اگر مصر کا دشمن یہاں آ کر آپ کے ساتھ دعوت اڑا سکتا ہے تو ایک دوست اور مصر کا خیر خواہ کیوں نہیں آ سکتا"۔

مصری کرنل جلدی سے بستر سے اٹھا اور ناگ کے سینے کے ساتھ پستول کی نالی لگا دی اور کڑک کر بولا۔

"یہ تم کیا بے معنی باتیں کر رہے ہو؟ بولو تم کون ہو؟ نہیں تو میں ابھی گولی تمہارے سینے کے پار کر دوں گا"۔

ناگ کو بھی سخت غصہ آ گیا کہ یہ کیسا مسلمان فوجی افسر ہے کہ اس کو دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں۔ اس نے زور سے پھنکار ماری اور دوسرے ہی لمحے ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں کمرے کے اندر اڑ رہا تھا۔ مصری کرنل کے حواس گم ہو گئے۔ پھٹی پھٹی گھبرائی ہوئی آنکھوں سے عقاب کو اڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی ایک آدمی پرندہ بن گیا ہے۔

کمرے میں دو تین چکر لگانے کے بعد ناگ عقاب سے پھر انسان بن گیا۔ وہ صرف اس شخص کو اپنی طاقت

دکھانا چاہتا تھا۔ ناگ نے انسانی شکل میں آنے کے بعد کہا۔

"کرنل فواد! تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں اگر چاہوں تو یہاں سے غائب بھی ہو سکتا ہوں۔ اس لئے پستول نیچے رکھ دو اور میری بات غور سے سنو"۔

کرنل فواد نے پستول میز پر رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم ----- کون ہو؟"

ناگ بھی اس کے سامنے والی آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور شروع سے لے کر آخر تک اسرائیلی جاسوس کامل کی ساری کہانی بیان کر دی جو شامی مسلمان جبران کے روپ میں اس کا دوست بن کر اس سے مصری فوج کا اہم راز معلوم کر کے لے گیا تھا۔

کرنل فواد کو یقین نہیں آ رہا تھا کہنے لگا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو مسٹر ناگ؟"

ناگ بولا۔

"تم میرے ساتھ چل کر اپنی آنکھوں سے اس سچ کو دیکھ سکتے ہو۔ آؤ میرے ساتھ"۔

ناگ نے کرنل فواد کو ساتھ لیا اور کوٹھی کے لان

میں آ گیا۔ یہاں کرنل فواد کی گاڑی موجود تھی۔ ناگ اسے اہرام مصر کے پیچھے والی خانقاہ میں لے آیا۔ خانقاہ کے اندر کمرے میں ابھی تک لالٹین اسی طرح جل رہی تھی۔ اسرائیلی جاسوس کامل اور اس کے یہودی ساتھی ڈیوڈ کی پھولی ہوئی لاشیں پڑی تھیں اور میز پر وائرلیس سیٹ کھلا پڑا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"یہی وہ وائرلیس سیٹ ہے جس کے ذریعے اسرائیلی جاسوس سوئیز کی پہاڑی والی توپوں کا راز اسرائیلی حکومت کو بتانے والا تھا۔ یہ دوسری لاش اس کے ساتھی یہودی جاسوس کی ہے"۔

کرنل فواد نے وائرلیس سیٹ کی فریکوئنسی دیکھی۔ اسے اسرائیل کی فریکوئنسی پر سیٹ کیا گیا تھا۔ فواد انٹیلی جنس کا آدمی تھا وہ فوراً پہچان گیا کہ یہ بڑی خطرناک جاسوسی کی جا رہی تھی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا کس زبان میں شکریہ ادا کروں؟ تم نے ہمارے ملک کے بہت بڑے راز کو دشمن کے پاس جانے سے بچا لیا ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا شکریہ ادا کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ اب آئندہ اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہیں اور اپنے راز کسی پر ظاہر نہ کریں چاہے وہ آپ کا کتنا ہی عزیز دوست کیوں نہ ہو"

کرنل فواد نے وائرلیس سیٹ کو اپنی گاڑی میں رکھوا لیا اور خانقاہ میں موجود اسرائیلی جاسوسوں کی دونوں لاشوں کو وہیں مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ کرنل نے ناگ کو ساتھ لیا اور اسے اپنی کوٹھی پر لے آیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرا اب یہاں آنا مناسب نہیں۔ میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب مجھے چلنا چاہئے"۔

کرنل فواد نے کہا۔

"کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ اصل میں تم کون ہو اور تم انسان سے عقاب کیسے بن گئے؟"

ناگ نے ہنس کر کہا۔

"یہ میرا اہم ترین راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ اب میں جاتا ہوں خدا حافظ!"

کرنل فواد کی آنکھوں کے سامنے ناگ نے گہرا سانس اندر کو کھینچا اور جب سانس باہر چھوڑا تو وہ انسان سے سیاہ عقاب بن کر کھڑکی میں سے باہر پرواز کر گیا۔
کرنل فواد ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔

ناگ نے سوچا کہ اسے باقی رات اہرام مصر کے پاس ہی کسی ویران جگہ پر گذار دینی چاہیے تاکہ صبح کے وقت جب روشنی ہو تو وہ آگے اپنا سفر جاری رکھ سکے۔
چنانچہ ناگ پرواز کرتا اہرام مصر کے پاس آ کر ابوالہول کے چبوترے پر ایک طرف آرام سے عقاب ہی کی شکل میں بیٹھ گیا۔ اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ سب سے آخر والے پرانے اہرام مصر کے نیچے کیٹی حبشی فرعون کی ملکہ بنی اپنے تخت پر سو رہی ہے۔



اہرام کی پراسرار سرنگ

خانقاہ کے اندر آگ نے دونوں اسرائیلی جاسوسوں کی لاشوں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ آگ بجھ چکی تھی۔ کہیں کہیں راکھ سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس خانقاہ میں اسرائیلی جاسوسوں نے کونے میں ایک وڈیو کیمرہ چھپایا ہوا تھا۔ اس وڈیو کیمرے نے ناگ کے انسان سے سانپ بننے اور دونوں یہودی جاسوسوں کو ڈسنے کی پوری فلم ریکارڈ کر لی تھی۔

اسرائیلی ماسٹر جاسوس جو مصر میں رہ کر خفیہ کام کر رہا تھا جب اسے پتہ چلا کہ ان کے دو تجربہ کار جاسوس کامل اور ڈیوڈ کو ہلاک کر کے خانقاہ میں آگ لگا دی گئی ہے تو وہ ایک فقیر کے بھیس میں خانقاہ میں رات کے وقت پہنچا اور کونے میں پتھروں کے پیچھے لگا ہوا کیمرہ نکال کر لے گیا۔ قاہرہ کے ایک خفیہ تہہ خانے میں اس نے

اپنے ساتھی کے ہمراہ وڈیو فلم دیکھی تو یہ دیکھ کر دونوں حیران رہ گئے کہ ایک سانولا نوجوان یعنی ناگ انسان سے سانپ بنا اور اس نے دونوں اسرائیلی جاسوسوں کی گردن سے چمٹ کر انہیں ڈس دیا اور دوبارا انسان کی شکل میں واپس آ کر چلا گیا۔

یہودی ماسٹر جاسوس نے ناگ کی دو بڑی تصویریں فلم کی سکرین پر سے بنوائیں اور خفیہ طریقے سے سیدھا اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب پہنچ گیا اور چیف انٹیلی جنس انسپکٹر کو ساری حقیقت بیان کر کے ناگ کی تصویر دکھائی اور کہا۔

"مصری محکمہ جاسوسی کے پاس بھی ایک ایسا نوجوان آ گیا ہے جو جادو جانتا ہے۔ اس نے سانپ بن کر ہمارے دو بہترین جاسوسوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب ہمارے لئے مصر میں اپنی جاسوسی سرگرمیاں جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا"۔

چیف انٹیلی جنس انسپکٹر نے کہا۔

"میں رابی سے مشورہ کروں گا۔ تم جاؤ"۔

یہودی انسپکٹر اسی وقت رابی کے مکان پر آ گیا۔ رابی ایک بوڑھا یہودی تھا جو پرانے جادو اور کالے علم کا

بڑا ماہر تھا۔ جب انسپکٹر نے اس یہودی راہب رابی سے
ناگ کی کارروائی کا ذکر کیا تو رابی نے غور سے ناگ کی
تصویر دیکھی اور بولا۔

"مجھے آج کا دن دے دو۔ کل تمہیں بتاؤں گا کہ
یہ نوجوان اصل میں کون ہے اور اس کا مقابلہ کس
طرح کیا جا سکتا ہے"۔

انسپکٹر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یہودی رابی
نے ناگ کی تصویر کو ایک تھالی میں رکھا اور دوسرے
کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں ایک گول میز تھی
جس پر شیشہ لگا تھا۔ یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو
شیشے پر رکھا اور کالے علم کا منتر پڑھ کر اس پر پھونکا تو
شیشے پر پرانی عبرانی زبان میں ایک کٹی پھٹی تحریر ابھر آئی۔

یہودی راہب رابی غور سے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

"یہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ اس میں اتنی طاقت
ہے کہ جو چاہے شکل بدل سکتا ہے۔ یہ پانچ ہزار برس
سے اپنے دوستوں کے ساتھ تاریخ کا سفر کر رہا ہے۔ یہ
صرف ایک ہی صورت میں مر سکتا ہے کہ جب یہ سانپ
کی شکل اختیار کرے تو اس کے جسم کو دو ٹکڑوں میں
تقسیم کر کے ان ٹکڑوں کو الگ الگ جگہوں پر پھینک دیا

جائے۔ پھر یہ کبھی زندہ نہیں ہو سکے گا"۔

یہودی رابی بڑا خوش ہوا۔ اس نے شیشے پر دوسرا منتر پھونک کر پوچھا کہ یہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو گا۔ شیشے پر لکھا ہوا آ گیا۔

"ناگ دیوتا ایک عقاب کی شکل میں اس وقت ابو الہول کے بت کے پیچھے موجود ہے"۔

یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو الماری میں بند کر دیا اور خود ناگ کی تلاش میں مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ عیسائی راہب کے بھیس میں تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح مصر کے علاقے میں پہنچ گیا۔ اب وہ ابوالہول کے بت کی طرف چل پڑا۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے کچھ فاصلے پر اپنے اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور خود نیچے اتر کر ابو الہول کے بت کی طرف چلا۔ ناگ اس وقت ابوالہول کے بت پیچھے ایک پتھر کے پاس خاموش بیٹھا عنبر' تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ اسے فرانس کے شہر پیرس میں مل سکیں گے یا نہیں۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ کالے علم کا ماہر یہودی رابی اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔

یہودی رابی نے غروب ہوتے سورج کی سنہری اور

دھیمی روشنی میں پتھر کی اوٹ میں سیاہ عقاب کو دیکھ لیا تھا۔ یہودی رابی نے اپنی نظریں سیاہ عقاب پر جما دیں اور کالے علم کا منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ منتر پڑھنے کے بعد یہودی رابی نے عقاب کی طرف زور سے پھونک ماری۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ اچانک اسے اپنے ارد گرد سخت گرمی محسوس ہوئی۔ وہ گھبرا کر اڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک نیچے گر پڑا۔ گرتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

یہودی راہب نے عقاب کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تو لپک کر آگے بڑھا۔ سیاہ عقاب کو اٹھا کر تھیلے میں ڈالا اور اونٹ پر سوار ہو کر جدھر سے آیا تھا ادھر کو چل پڑا۔

آدھی رات کے وقت وہ مصر کی سرحد پار کر کے اپنے ملک اسرائیل پہنچ گیا تھا۔ تل ابیب میں یہودی راہب کے مکان سے دور صحرا کے ایک بے آباد نخلستان میں سخت چٹان کے اندر ایک چھوٹی سی قدرتی سرنگ بنی ہوئی تھی۔ اس سرنگ میں یہودی راہب نے اپنا خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا تھا اور یہاں وہ اپنے کالے علم اور جادو کا کام کرتا تھا۔ سرنگ جہاں ختم ہوتی تھی وہاں ایک کھلی

جگہ پر زمین پر لکڑی کا پرانا میز بچھا تھا۔ میز پر ایک انسانی کھوپڑی اور کچھ ہڈیاں پڑی تھیں۔ دیوار میں ایک جگہ چھوٹی سے لالٹین روشن تھی۔ یہودی رابی نے بے ہوش سیاہ عقاب کو میز پر انسانی کھوپڑی کے پاس لٹا دیا۔ خود منتر پڑھنے لگا۔ منتر پڑھتے پڑھتے وہ کھوپڑی اور سیاہ عقاب پر پھونک بھی مارتا جاتا تھا۔

اچانک کھوپڑی حرکت کرنے لگی۔ وہ اپنی جگہ پر لرزنے لگی تھی۔ یہودی رابی نے کالے علم کا آخری منتر پڑھ کر پھونک ماری تو کھوپڑی کا منہ پورا کھل گیا۔ سیاہ عقاب یعنی ناگ بالکل بے ہوش تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں پر ہے اور اس کے ساتھ کیا گذر رہی ہے۔ جب کھوپڑی کا منہ پورے کا پورا کھل گیا تو کالے علم کے ماہر یہودی رابی نے سیاہ عقاب کی [illegible] کو انسانی کھوپڑی کے منہ میں ڈال دیا۔ کھوپڑی کے حلق کی ہڈیوں سے ایک ڈراؤنی آواز نکلی اور کھوپڑی نے سیاہ عقاب کو اپنے منہ میں نگل گیا۔

یہودی راہب نے دونوں بازو بلند کئے اور کہا۔

"مائیکل! یہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کو سانپ کی شکل دے کر میرا غلام بنا دے"۔

اتنا کہنا تھا کہ کھوپڑی کی آنکھوں سے دھواں اٹھنے لگا۔ یہودی رابی بڑے غور سے انسانی کھوپڑی کو تک رہا تھا۔ یہودی رابی کی آنکھوں میں اس وقت ایک شیطانی چمک آ گئی تھی۔ انسانی کھوپڑی نے ایک بار پھر اپنا منہ کھول دیا اور اس میں سے ایک فٹ لمبا کالا باریک سانپ باہر نکل آیا اور اس نے یہودی رابی کے آگے کنڈلی مار کر اپنا سر جھکا دیا اور سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم رابی! میں تیرا غلام ہوں۔ تو جو کہے گا میں وہی کروں گا۔"

یہودی رابی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ایک مدت سے اسے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں قابو کرنے کی خواہش تھی۔ آج وہ خواہش پوری ہو گئی۔ وہ ناگ کو اپنے ذاتی فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔

اس نے ناگ کو کہا۔

"آج سے تو میرا غلام بن کر رہے گا۔ جو میں کہوں گا اسی پر عمل کرے گا اور جو پوچھنا چاہوں گا بتائے گا"۔

ناگ کی باریک سی آواز آئی۔

"عظیم رابی! اب میں تمہارا غلام ہوں۔ تو جو کہے

گا کروں گا"۔

یہودی رابی نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور سرنگ سے نکل کر اونٹ پر سوار ہو کر واپس اپنے مکان پر آ گیا۔ دوسرے دن یہودی انسپکٹر نے یہودی رابی سے ناگ کی تصویر کے بارے میں پوچھا تو یہودی رابی نے ناگ کی تصویر اسے واپس کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے کالے علم کی مدد سے بھی کچھ معلوم نہیں کر سکا۔ آپ تصویر واپس لے جائیں"۔

یہودی رابی نے جھوٹ بولا تھا۔ کیونکہ وہ ناگ دیوتا کو صرف اپنا غلام بنا کر اس سے بڑے بڑے خفیہ کام لینا چاہتا تھا۔ یہودی انسپکٹر ناگ کی تصویر لے کر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یہودی رابی نے ناگ سانپ کو جیب سے نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا اور کہا۔

"فرعون مصر کے سب سے بڑے اور پرانے اہرام میں فرعون کے تابوت کے ساتھ ایک بے حد قیمتی ہیرا بھی دفن کیا گیا تھا۔ وہ کھدائی کے بعد کسی کو نہیں مل سکا مجھے بتاؤ کہ وہ ہیرا کس جگہ پر ہے؟"

ناگ سانپ نے کہا۔

"عظیم رابی! یہ فرانس کا ایک سیاح چرا کر اپنے ساتھ فرانس لے گیا تھا"۔

یہودی رابی نے کہا۔

"نہیں! میرے خیال میں یہ ہیرا ابھی تک پرانے اہرام کے نیچے ہی کسی گڑھے میں دفن ہے تم فوراً جاؤ اور اس کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ"۔

ناگ سانپ پر یہودی راہب کے کالے علم کا شدید اثر تھا وہ کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"جو حکم عظیم رابی"

اور ناگ سانپ وہیں غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے بعد وہ مصر کے پرانے اہرام کے اندر پہنچ گیا۔ ناگ اپنے تمام دوستوں یعنی عنبر' ماریا' کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کی شکلیں بھول گیا تھا۔ اسے اتنا ضرور یاد تھا کہ اس نام کے لوگ اس کے دوست اور ساتھی ہیں مگر ان کی شکلیں اسے یاد نہیں رہی تھیں۔ یہ وہی اہرام تھا جس کے نیچے حبشی فرعون نے کیٹی کو اپنی ملکہ بنا رکھا تھا اور وہ اپنی کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہی تھی۔ کیونکہ حبشی فرعون کے طلسم نے کیٹی کی

یاداشت کو گم کر دیا ہوا تھا۔ ناگ اور کیٹی کے جسموں
سے خاص خوشبو بھی نہیں نکل رہی تھی۔

ناگ سانپ اہرام کے اندر اندھیرے میں ہیرے کو
تلاش کرنے لگا۔ ایک چھوٹی سی سرنگ اہرام کے نیچے
جاتی تھی۔ ناگ سانپ اس کے اندر سے گزر کر زمین
کے اندر ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں
تخت بچھا ہے۔ غلام کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ
سانپ چھپتا ہوا وہاں سے آگے ایک تاریک راہ داری
میں آ گیا کہ شاید یہاں کسی خفیہ قبر کے تابوت میں اسے
فرعون کا ہیرا مل جائے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ راہ داری میں
اس وقت کیٹی اپنی کنیزوں کے ساتھ چلی آ رہی تھی۔
ناگ بھاگ کے ایک طرف چھپنے ہی لگا تھا کہ کیٹی کا
پاؤں ناگ سانپ کے اوپر آ گیا۔ ناگ کو کیا معلوم تھا کہ
یہ اس کی دوست کیٹی ہے۔ وہ تو اس کی شکل بھول چکا
تھا۔ اس نے غصے میں آ کر کیٹی کے پاؤں پر ڈس لیا
اور فوراً اندھیرے میں بھاگ گیا۔

کیٹی وہیں پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی اور پھر اسے غش
آ گیا۔ کنیزوں نے گھبرا کر شور مچا دیا۔ اسی وقت غلام آ
گئے۔ انہوں نے بے ہوش ملکہ کیٹی کو اٹھایا اور شاہی

خواب گاہ میں لا کر تخت پر لٹا دیا۔ حبشی فرعون بھی آ گیا۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی کو ناگ سانپ نے ڈسا ہے۔ کیٹی کو ہوش میں لایا جانے لگا۔ جب کیٹی کو ہوش آیا تو ناگ سانپ کے زہر کی وجہ سے اس کی ساری یاداشت واپس آ چکی تھی۔ اسے علم ہو گیا کہ وہ کیٹی ہے اور عنبر' ماریا' ناگ' تھیوسانگ اور جولی سانگ سے بچھڑ کر اس اہرام میں بند ہے۔

اس نے حبشی فرعون کی طرف غور سے دیکھا۔

حبشی فرعون نے کہا۔

"ملکہ اب کیسی طبیعت ہے؟"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی وہ حبشی فرعون ہے جس نے طلسم کے زور سے اسے یہاں اپنی ملکہ بنا رکھا ہوا ہے۔ کیٹی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ اسے ناگ سانپ نے ڈسا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ کسی عام سانپ نے اسے ڈس دیا ہے۔ جس کے زہر کے اثر کی وجہ سے حبشی فرعون کا جادو اس کے سر پر سے اتر گیا ہے اور وہ اپنی اصلی حیثیت میں واپس آ گئی ہے۔ کیٹی اب دانائی سے کام لینا چاہتی تھی تاکہ کسی طریقہ سے وہ اس حبشی فرعون کے قبضے سے خود کو آزاد کرا کر

عنبر، ناگ، ماریا کے پاس پہنچ سکے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس ذرا چکر آ گیا تھا"۔

حبشی فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ ملکہ کو آرام کرنے دیا جائے اور خبردار کوئی ملکہ کے آس پاس آواز نہ نکالے۔ سب غلام اور حبشی فرعون وہاں سے چلے گئے۔ صرف ایک کنیز وہاں پر رہ گئی۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ یہ سب لوگ مردہ تھے اور انہوں نے اہرام کے نیچے اپنی ایک طلسمی سلطنت بنا رکھی تھی۔

کیٹی اپنے بستر پر خاموشی سے لیٹی رہی۔ دوسری طرف ناگ سانپ نے اہرام کے اندر فرعونی ہیرے کو جگہ جگہ تلاش کیا جب اسے ہیرا کہیں نہ ملا تو وہیں سے کالے علم کی مدد سے غائب ہوا اور واپس تل ابیب میں یہودی رابی کے پاس پہنچ گیا۔ یہودی رابی اس کے انتظار میں تھا۔ ناگ سانپ کو ظاہر ہوتے دیکھا تو پوچھا۔

"کیا تو فرعونی ہیرا لایا؟"

ناگ سانپ نے کہا۔

"عظیم رابی! میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ فرعونی ہیرا اہرام میں نہیں ہے"۔

یہودی رابی نے کہا۔
"تو پھر اپنی طاقت کی مدد سے مجھے بتاؤ کہ فرعونی ہیرا کہاں ہے؟"
ناگ سانپ پر شدید طلسم کا اثر تھا۔ اس نے اپنی توجہ فرعونی ہیرے کی طرف کر دی اور اسے ہیرا نظر آ گیا۔ ناگ سانپ نے یہودی رابی سے کہا۔
"عظیم رابی! یہ قیمتی فرعونی ہیرا فرانس کے شہر پیرس میں ایک سیاح ٹوگی کے پاس ہے جس نے اسے پیرس کے ایک بنک کے لاکر میں بند کر رکھا ہے اور جسے وہ ہالینڈ کی ملکہ کے ہاتھ فروخت کرنے کی بات چیت کر رہا ہے"۔
یہودی رابی کو یقین تھا کہ ناگ سانپ جھوٹ نہیں بول رہا۔ اس نے کہا۔
"کیا تم ہیرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو"۔
ناگ سانپ بولا۔
"ہاں عظیم رابی! میں اپنی آنکھوں سے فرعونی ہیرے کو پیرس کے بنک کے لاکر میں بند دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہیرا چھوٹی ناشپاتی جتنا ہے اور اس کی قیمت اربوں

ڈالر سے بھی زیادہ ہے"۔

یہودی رابی نے اسی وقت فرانس جانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس نے ناگ سانپ کو اپنے بریف کیس میں بند کر دیا اور سو گیا۔ دوسرے دن وہ اٹھا اور ہوائی جہاز میں سوار ہو کر فرانس کے دارالحکومت پیرس کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی پیرس پہنچ چکے تھے اور نقلی نجومی کی پیش گوئی کے مطابق پیرس کے ایفل ٹاور کے پیچھے والے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس ہوٹل کی کھڑکیاں دریا کی طرف کھلتی تھیں۔ مگر یہاں انہیں کیٹی اور ماریا اور ناگ کہیں نظر نہیں آئے تھے۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا وہ نجومی نقلی اور جھوٹا ہے۔ دیکھ لو۔ یہاں نہ ناگ ہے نہ کیٹی اور نہ ماریا"۔

جولی سانگ بولی۔

"اس شہر کی فضا میں ان میں سے کسی کی خوشبو بھی نہیں ہے"۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہاں ہمیں کچھ نہیں

ملے گا لیکن تم لوگوں کے کہنے پر میں بھی آ گیا۔ بہرحال اب یہاں آ گئے ہیں تو ہمیں کچھ روز اس ہوٹل میں رہ کر اپنے دوستوں کو تلاش کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کسی ایک کا سراغ مل جائے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر یہ پیرس ہے۔ جو سب سے مہنگا اور ماڈرن شہر ہے۔ یہاں ہوٹل کا خرچ کہاں سے چلے گا"۔

عنبر بولا۔

"تھیو سانگ کے ہوتے ہوئے ہمیں خرچ کا کوئی فکر نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں بے شمار بنک ہیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک بنک میں سے اپنی ضرورت کے مطابق روپے نکال کر خرچ کرتے رہیں گے"۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"یہی کچھ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کسی دوسرے ذریعے سے ہم روپیہ پیدا نہیں کر سکتے اور یہاں ہمارا دس پندرہ دن رہنا بھی بڑا ضروری ہے"۔

اب ایک طرف تو مصر کے پرانے اہرام کے نیچے کیٹی کی یادداشت واپس آ چکی ہے اور وہ اہرام سے باہر نکلنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ دوسری طرف

یہودی رابی فرعونی ہیرے کی تلاش میں ناگ سانپ کو اپنے بریف کیس میں بند کر کے پیرس پہنچ کر ایک سستے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ چونکہ ناگ پر یہودی رابی کے کالے علم کا اثر ہے اس لئے اس کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی جس کی وجہ سے پیرس کے ایک عالی شان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ناگ بھی اسی شہر میں پہنچ چکا ہے۔ دوسری طرف ماریا کو ٹیکسلا کا یم راج اپنے ساتھ ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں لے گیا تھا جب کہ ٹیکسلا پر راجہ امبی کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور سکندر اعظم کا جرنیل سلیوکس حکومت کرتا تھا۔ اس پراسرار یم راج نے ماریا کو نویلی دلہن بنا کر ٹیکسلا کے شاہی باغ کے شیش محل میں لے گیا تھا۔ یہاں اس نے دلہن ماریا کو پھولوں بھرے کنج میں اپنے جادو کے زور سے لیٹا کر پتھر کا بت بنا دیا تھا۔ ماریا دلہن کے لباس میں اس طرح پتھر بن گئی تھی کہ اس کے پاؤں اور بازوؤں کے پاس گھاس اگ آئی تھی۔ ماریا کا پتھر کا سر اپنے بازو پر تھا اور وہ پتھر ہو چکی تھی۔ یہ پراسرار یم راج پرانے زمانے میں دلہن چور کے نام سے مشہور تھا۔ جہاں کسی خوبصورت

لڑکی کی شادی ہوتی یہ پراسرار یم راج وہاں پہنچ کر اپنے جادو کے اثر سے دلہن کو اغوا کر کے لے جاتا اور جنگل میں لے جا کر اسے گھاس پر لیٹنے کا حکم دیتا اور پھر دلہن کو پتھر کے بت میں بدل دیتا۔

اس وقت ہماری پراسرار داستان اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ ناگ سانپ کی شکل میں اپنے ساتھیوں کی شکلوں کو بھلا کر یہودی رابی کے پاس پیرس کے ایک سستے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے اور یہودی رابی ناگ سانپ کی مدد سے پیرس کے بنک کے لاکر سے قیمتی فرعونی ہیرا چرانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اسی شہر پیرس میں عنبر تھیو سانگ اور جولی بھی ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں ایک عالی شان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور تھیو سانگ کی مدد سے کسی بنک سے کافی روپیہ نکالنے کی فکر میں ہیں تاکہ پیرس کے ہوٹل کا خرچ پورا کیا جا سکے۔ اب ہم سب سے پہلے کیٹی کی طرف آتے ہیں۔

ناگ سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے کیٹی کی یادداشت واپس آ چکی تھی اور وہ ہر حالت میں اہرام مصر کے اندر حبشی فرعون کی قید سے باہر نکلنا چاہتی تھی۔ حبشی فرعون نے اسے تخت پر لیٹا کر حکم دے دیا تھا کہ

ملکہ کو کوئی پریشان نہ کرے اور اسے آرام کرنے دے۔ صرف ایک کنیز کیٹی کے پاس ہی تھی۔ کیٹی نے اس کنیز کو بھی بھیج دیا۔ اب وہ خواب گاہ میں اکیلی رہ گئی۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ اس اہرام کے اندر ایک شاہ نشین میں ایک کنیز کی قبر ہے جو بہت پرانی ہے۔ کیٹی بھی جولی سانگ کی طرح مردوں سے بات کر سکتی تھی۔ جب کنیز چلی گئی تو کیٹی بستر پر سے اٹھی اور دبے پاؤں خواب گاہ سے نکل کر ایک اندھیری سرنگ میں سے گذرتی شاہ نشین میں آ گئی۔

یہاں اندھیرا تھا۔ کیٹی کو ایک قبر کے اوپر رکھا ہوا تابوت صاف نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ تابوت کے اندر ایک مردہ عورت کی لاش پڑی تھی جس کی آنکھیں پتھر کی ہو چکی تھیں۔ کیٹی نے مردہ لاش کے ماتھے پر اپنی انگلی رکھی اور کہا۔

"میں کیٹی ہوں۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو"۔

لڑکی کی لاش کے ہونٹ ہلے اور لاش کی کمزور آواز آئی۔

"پوچھو۔ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو"۔

کیٹی نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ بتاؤ کہ میں اس اہرام سے باہر کیسے نکل سکتی ہوں۔ دوسری بات مجھے یہ بتاؤ کہ میرے ساتھی عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ اس وقت کہاں ہوں گے"۔

لڑکی کی لاش نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تمہارے یہ ساتھی جن کا تم نے نام لیا اس وقت ملک فرانس کے شہر پیرس میں ہیں۔ مگر ماریا وہاں نہیں ہے۔ ماریا کے بارے میں میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی"۔

کیٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے یہاں سے باہر جانے کا راستہ بتاؤ"۔

لاش کی آواز آئی۔

"میری قبر والی اس شاہ نشین کے سامنے والے کونے میں ایک پتھر باہر نکلا ہوا ہے۔ اسے کھینچ لو تمہیں باہر جانے کا راستہ مل جائے گا"۔

کیٹی نے لاش کا شکریہ ادا کیا اور تابوت کو بند کر دیا۔ پھر وہ جلدی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھی۔

دیوار میں سے ایک سیاہ پتھر باہر کو نکلا ہوا تھا۔ کیٹی نے اسے کھینچ لیا۔ پتھر اس کے ہاتھ میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار میں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ کیٹی شگاف میں گھس گئی۔ یہاں ایک سیڑھی اوپر کو جا رہی تھی۔ کیٹی تیز تیز قدموں سے سیڑھی چڑھ کر جب اوپر آئی تو وہ اہرام سے باہر صحرا میں تھی۔ صحرا میں رات کا وقت تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دور دریائے نیل کے پار قاہرہ شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ یہ بات اسے بڑی عجیب سی لگی کی عنبر ناگ اور تھیو سانگ جوہی سانگ فرانس پہنچ چکے تھے۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ لاش کی اطلاع کبھی غلط نہیں ہوتی۔ ماریا کا اسے افسوس تھا کہ لاش نے اس کے بارے میں بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ لاش صرف وہی بات بتاتی ہے جس کو ظاہر کرنے کا اسے حکم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں بتایا کرتی۔ کیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف اس کی گردن میں سچے موتیوں کا ایک ہار تھا جس کو فروخت کر کے وہ فرانس پہنچنا چاہتی تھی۔ مگر سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ کیٹی کے پاس نہ تو پاسپورٹ تھا اور نہ ویزا اور ان چیزوں

کے بغیر جدید زمانے میں کوئی بھی شخص ایک ملک سے دوسرے ملک میں نہیں جا سکتا تھا۔ کیٹی قاہرہ شہر کی طرف جاتے ہوئے یہی کچھ سوچتی جا رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ شہر میں زیادہ ٹریفک نہیں تھی۔ دریائے نیل کا پل بھی سنسان تھا۔ کیٹی پل پر سے گذر گئی۔ آگے ایک بڑی سڑک تھی۔ کیٹی اس پر چلتی گئی۔ اب وہ قاہرہ شہر کے ایک عالی شان علاقے میں داخل ہو گئی تھی جہاں دکانیں بند تھیں مگر عمارتوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ ایک سپاہی نے کیٹی کے قریب آ کر عربی زبان میں پوچھا۔

"کون ہو تم اور کہاں جانا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے بھی عربی میں جواب دیا۔

"میں سکندریہ سے اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی لیکن اس سے بچھڑ گئی۔ اتنے بڑے شہر میں میں اکیلی ہوں۔ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دو"

سپاہی بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ"

کیٹی چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح رات گذر جائے۔ دوسرے دن وہ خود ہی موتیوں کا ہار بیچ کر اپنا

انتظام کر لے گی۔ مصری سپاہی کیٹی کو ایک عورتوں کے ادارے میں لے گیا جہاں بے سہارا عورتیں سلائی کڑھائی کا کام سیکھتی تھیں اور وہیں رہتی بھی تھیں۔ اس ادارے کے چوکیدار نے کیٹی کو ایک کمرے میں چارپائی بچھا دی اور کرخت لہجے میں کہا۔

"یہاں سو جاؤ۔ صبح ہوتے ہی چلی جانا"۔

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا اسے تو رات گذارنے کے لیے کوئی ٹھکانہ چاہیے تھا۔ وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔ نیند کی بھی اسے ضرورت نہیں تھی۔ رات گذر گئی۔ دن نکلا تو کیٹی اٹھی اور قاہرہ شہر کے بازاروں میں آ گئی۔ یہاں ایک بازار میں اسے جوہری کی دکان دکھائی دی۔ وہ دکان میں آ گئی۔ ایک موٹا جوہری کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا تھا۔

کیٹی نے اپنے گلے کا ہار اتار کر اسے دکھایا اور کہا۔

"میں یہ ہار فروخت کرنا چاہتی ہوں"۔

جوہری نے ہار دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ایسا سچے موتیوں کا ہار اس نے اپنی ساری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سمجھ گیا کہ اس لڑکی کو

معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ ہار کتنا قیمتی ہے۔
ناک چڑھا کر بولا۔
"معمولی ہار ہے میں تمہیں اس کے عوض ایک ہزار ڈالر دے سکتا ہوں"۔
کیٹی بھی جانتی تھی کہ جوہری جھوٹ بول رہا ہے مگر اسے بھی صرف اتنی رقم چاہیے تھی کہ جس کی مدد سے وہ فرانس کے شہر پیرس پہنچ جائے۔
اس نے جوہری سے کہا۔
"یہاں سے پیرس تک ہوائی جہاز کا کرایہ کتنا ہے۔ مجھے صرف پیرس تک پہنچنے کا کرایہ چاہیے"۔
جوہری نے کہا۔
"ایک ہزار ڈالر میں تم پیرس پہنچ جاؤ گی"۔
جوہری نے اسی وقت کیٹی کو ایک ہزار ڈالر ادا کر کے سچے موتیوں کا ہار اپنے قبضے میں کر لیا۔ کیٹی نے جوہری سے پوچھا۔
"مجھے پیرس کا ٹکٹ کہاں سے ملے گا؟"
جوہری سمجھ گیا کہ یہ لڑکی اجنبی ہے۔ اسے اس لڑکی سے لاکھوں ڈالر کا فائدہ ہوا تھا۔ وہ بھی اخلاقی طور پر اس کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا۔

"تم یہاں بیٹھو میں تمہیں ہوائی جہاز کا ٹکٹ منگوا دیتا ہوں"۔

کیٹی وہیں بیٹھ گئی۔ جوہری نے ایک لڑکے کو ٹکٹ لانے کے لئے بھیج دیا۔ کیٹی نے ٹکٹ کے لئے اپنا نام کیٹی بتایا تھا۔

جوہری نے پوچھا۔

"کیا تمہارے پاس پاسپورٹ ویزا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"نہیں"۔

جوہری حیران ہو کر بولا۔

"پھر تم پیرس کیسے جا سکو گی"۔

کیٹی بولی۔

"تمہاری مہربانی ہو گی۔ مجھے کسی طرح پیرس پہنچا دو۔ وہاں میرا بھائی ہے۔ مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ قاہرہ میں میرا کوئی نہیں"۔

جوہری سوچ میں پڑ گیا۔

○

کیٹی کا انتقام

جوہری کے شہر میں بڑے تعلقات تھے۔ اس نے دو گھنٹوں کے اندر اندر کیٹی کا پاسپورٹ بنوا کر اس پر ویزا بھی لگوا دیا۔ پیرس کے لئے ٹکٹ بھی آ گیا۔ جہاز رات کے بارہ بجے قاہرہ کے لئے روانہ ہونے والا تھا۔ کیٹی کے پاس سب کچھ خرچ کر کے دو سو ڈالر بچے تھے۔ کیٹی کو پیرس میں عنبر تھیو سانگ اور ناگ وغیرہ سے ملنے کی پوری امید تھی اس لئے اسے پیسوں کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر لالچی جوہری نے کوئی دوسرا ہی پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کیٹی ایک بھولی بھالی لڑکی ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے ہاتھ ہیروئن پیرس میں سمگل کرا دینی چاہئے اگر پکڑی گئی تو یہی پھنسے گی۔ میرا نام لے گی تو میں صاف انکار کر دوں گا۔ اس نے ایک کلو گرام ہیروئن تھیلے میں ڈال کر

کیٹی کو دی اور کہا کہ پیرس میں تمہیں ایک آدمی ایئرپورٹ پر ملے گا یہ تھیلا اس کو دے دینا۔ اس میں کچھ دوائیاں ہیں وہاں میرا بھائی بیمار ہے۔ یہ دوائیاں میں اس کے لئے بھیج رہا ہوں۔ کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے ہیروئن کا تھیلا لے لیا۔ جوہری جانتا تھا کہ اگر یہ تھیلا اس کے آدمی تک پہنچ گیا تو اسے پورے بیس لاکھ ڈالر کا فائدہ ہو گا۔ جوہری کو یہ بھی معلوم تھا کہ قاہرہ ایئرپورٹ پر جو مشین لگی ہے وہ تھیلے میں ہیروئن کو ظاہر نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ جوہری نے ایک خاص تھیلے میں ہیروئن بند کر کے دی تھی۔

جب کیٹی رات کے گیارہ بجے جوہری کی اپنی گاڑی میں ایئر پورٹ روانہ ہوئی تو جوہری نے فوراً پیرس میں اپنے سمگلر ساتھی کو فون پر کیٹی کا حلیہ بتایا اور کہا کہ یہ لڑکی ایک کلو گرام مال لے کر آ رہی ہے۔ اس سے وصول کر لینا۔ کیٹی اس جرم سے بے خبر ایئر پورٹ پہنچ گئی۔ ڈرائیور گاڑی لے کر واپس چلا گیا۔ کیٹی کا تھیلا مشین میں سے گذارا گیا مگر وہ تھیلا اس قسم کا تھا کہ قاہرہ ایئر پورٹ کی الیکٹرانکس مشین اسے چیک نہیں کر سکتی تھی۔

کیٹی ہوائی جہاز میں سوار ہو گئی۔ جہاز ٹھیک وقت پر پیرس کی طرف پرواز کر گیا۔ پیرس کے ہوائی اڈے پر کیٹی بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز سے نکل کر کسٹم کے کاؤنٹر کی طرف گئی۔ وہاں فرانسیسی کسٹم والے لوگوں کا سامان چیک کر رہے تھے۔ ایک کسٹم آفیسر نے کیٹی کے تھیلے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اس میں کیا ہے؟"

کیٹی نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"اس میں میرے ایک دوست نے اپنے بیمار بھائی کے لئے دوائیاں دی ہیں"۔

کسٹم آفیسر کو کچھ شک ہوا۔ اس نے تھیلا کھولا تو اس کے اندر کپڑے کے بیچ میں ہیروئن کی باریک تھیلیاں چپکی ہوئی تھیں۔ اسی وقت کیٹی کو ہیروئن سمگل کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ کیٹی بڑی حیران ہوئی۔ کہنے لگی۔

"یہ تو دوائیاں ہیں تم لوگ مجھے کیوں پکڑ رہے ہو"۔

کسٹم آفیسر نے کہا۔

"اتنی بھولی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خوب

جانتی ہو کہ یہ ہیروئن ہے اور ہیروئن سمگل کرنے کی سزا دس سال قید ہے"۔

کیٹی نے دل میں سوچا کہ اس کمینے جوہری نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ اس وقت رات ڈھل رہی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ ابھی مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اسے جہاں لے جانا چاہتے ہیں لے جائیں۔ پھر وہاں سے وہ فرار ہو جائے گی۔ اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ وہ بڑی سے بڑی جیل کو بھی توڑ کر وہاں سے آزاد ہو سکتی تھی۔

پیرس کی پولیس نے کیٹی کی تصویریں اور انگلیوں کے نشان لے لئے پھر اسے پولیس اسٹیشن پر لے جایا گیا۔ یہاں انسپکٹر سی آئی ڈی نے کیٹی سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ وہ بڑے تعجب سے بولا۔

"مس کیٹی! تم اتنی روانی سے فرانسیسی زبان کیسے بول لیتی ہو کیا تم فرانس کی رہنے والی ہو؟"

ان لوگوں کو کیا معلوم کہ عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور کیٹی وغیرہ دنیا کی ہر زبان سمجھ اور بول سکتے تھے۔ اس نے کہا۔

"میں فرانس میں پیدا ہوئی ضرور تھی مگر اس کے

بعد ہندوستان چلی گئی۔ پھر مصر میں اپنے بھائی کے پاس آ گئی"۔

کیٹی یونہی الٹ پلٹ بیان دے رہی تھی۔ اسے پولیس سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ پولیس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ خلائی مخلوق تھی اور اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ جب چاہے وہاں سے بھاگ سکتی تھی۔ صرف آگ اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ پولیس انسپکٹر اب کیٹی سے پوچھنے لگا کہ پیرس میں اسے یہ ہیروئن کس کو دینی تھی اور اس کے ساتھ دوسرے کون کون سے لوگ کام کر رہے ہیں۔

کیٹی نے کہا۔

"میں سوائے قاہرہ کے جوہری کے اور کسی کو نہیں جانتی۔ اس نے مجھے یہ تھیلا دیا کہ ایئر پورٹ پر ایک آدمی خود آگے آ کر تم سے یہ تھیلا لے لے گا۔ مگر آپ لوگوں نے اس سے پہلے ہی مجھے گرفتار کر لیا۔ میرا کسی سمگلر سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

ایک دوسرے پولیس افسر نے سوال کیا۔

"مس کیٹی! آخر تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو"۔

کیٹی نے اس پولیس افسر کو گھور کر دیکھا اور کہا۔

"میں خلا سے آئی ہوں۔ خلائی مخلوق ہوں"۔

پولیس افسر ہنس پڑے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ کیٹی بالکل سچ کہہ رہی تھی۔ انسپکٹر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی تم تھکی ہوئی ہو۔ کچھ دیر آرام کر لو۔ پھر تم سے سوال کریں گے لیکن ایک بات یاد رکھنا تم اب ہم سے بچ کر نہیں جا سکتی ہو۔ ایک ہی صورت ہے کہ تمہیں دوسرے سمگلروں کے نام بتا دو اور پھر ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ لیکن جب تک وہ سمگلر گرفتار نہیں ہو جاتے ہم تمہیں نہیں جانے دیں گے"۔

کیٹی کو غصہ آ گیا۔ اس نے جھنجلا کر کہا۔

"تم لوگوں کا باپ بھی مجھے قید نہیں کر سکتا۔ میں جب چاہوں گی یہاں سے نکل جاؤں گی۔ ابھی میں خود یہاں سے نہیں جانا چاہتی"۔

پولیس نے کیٹی کو تھانے کے حوالات میں بند کر دیا۔ حوالات میں ایک دوسری عورت بھی قید تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پوچھا۔

"تمہارا کیا جرم ہے؟ کیا کسی کی جیب کاٹی ہے؟ میں نے تو اپنے بچے کے نئے کپڑوں کے واسطے چوری کی تھی کہ پکڑی گئی۔ میں اتنی امیر نہیں ہوں کہ اپنے اکلوتے بچے کو نئے کپڑے خرید کر پہنا سکوں"۔

اور کیٹی نے دیکھا کہ فرانسیسی عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ آنسو پونچھ کر بولی۔

"میرا خاوند مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ محنت مزدوری کر کے اپنے بچے کو پال رہی ہوں۔ کل اس کے سکول میں پروگرام تھا۔ اس کو نئے کپڑوں کی ضرورت تھی میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ میں اپنے بچے کو مایوس بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پس میں نے ایک سٹور سے روپے چرانے کی کوشش کی اور پکڑی گئی۔ خدا جانے میرا پیارا بیٹا کس حال میں ہو گا۔ وہ مجھے ضرور یاد کر رہا ہو گا"۔

یہ کہہ کر وہ عورت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

کیٹی نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے ساتھ اس عورت کو بھی حوالات سے نکال کر لے جائے گی۔ اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ وہ دوسرے دن کا انتظار نہیں کرے گی بلکہ اسی رات وہاں سے نکل جائے گی۔ اس

وقت رات کے تین بج رہے تھے۔ یورپ میں سردیوں کے دنوں میں صبح سات بجے ہوتی ہے۔ کیٹی نے حوالات کے باہر کا جائزہ لیا۔ حوالات کا دروازہ لوہے کی سلاخوں والا تھا۔ باہر ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ باقی دفتر وہاں سے ایک طرف تھا۔

کیٹی نے اپنے ساتھ والی عورت سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس فرانسیسی عورت نے کہا۔

"مارگریٹ"

کیٹی نے کہا۔

"مارگریٹ کیا تو یہاں سے فرار ہونا چاہتی ہے؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں! میں اپنے بچے کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ میرا دل اس کی یاد میں پھٹا جاتا ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"تو پھر تیار رہنا۔ ہم تھوڑی دیر بعد یہاں سے فرار ہو رہے ہیں"۔

مارگریٹ نے اسے مذاق سمجھا اور بولی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لوہے کا دروازہ کیسے کھلے

گا؟"

کیٹی نے کہا۔

"اسے کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم تیار رہنا"۔

کیٹی اب موقع تلاش کرنے لگی۔ فرانسیسی سپاہی حوالات کے آگے چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ کیٹی کو ان لوگوں پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ انہوں نے آخر کیٹی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جبکہ وہ بے گناہ ہے۔ کیٹی نے مارگریٹ کے کان میں کہا۔

"ہوشیار۔ میں ایکشن شروع کر رہی ہوں"۔

کیٹی نے فرانسیسی سپاہی کو بلا کر کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہاں کمبل میں کھٹمل ہیں"۔

سپاہی کھٹمل دیکھنے لوہے کے سلاخوں والے دروازے کے پاس آیا تو کیٹی نے سلاخوں سے ہاتھ باہر نکال کر اس کی گردن کو زور سے جھٹکا دیا۔ کیٹی کا اتنا جھٹکا ہی اس سپاہی کی گردن توڑنے کے لئے کافی تھا۔ کیٹی کے ہاتھ میں ہی فرانسیسی سپاہی مر گیا۔ کیٹی نے اسے آہستہ سے نیچے فرش پر آنے دیا۔ پھر لوہے کی سلاخوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر انہیں اپنی خلائی طاقت

سے ایک طرف کھینچ دیا۔ لوہے کی مضبوط سلاخیں ٹیڑھی ہو گئیں۔ وہاں آدمی کے گزرنے کے لئے جگہ بن گئی تھی۔ مارگریٹ پھٹی ہوئی آنکھوں سے کیٹی کو دیکھ رہی تھی کہ اس عورت میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی ہے۔

کیٹی نے کہا۔

"جلدی سے باہر نکلو"۔

کیٹی سلاخوں میں سے نکل کر دائیں طرف گھوم گئی۔ وہاں اچانک راستے میں ایک کانسٹیبل آ گیا۔ اس نے کیٹی کو روکنا چاہا۔ کیٹی نے اس کو حلق سے آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ دی۔ اچھل کر اس کے سر پر ایک مکہ مارا۔ کانسٹیبل وہیں گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ کیٹی دروازے سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئی۔ مارگریٹ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کیٹی کی اتنی زبردست طاقت سے بڑی متاثر ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنی طاقت والی عورت نہیں دیکھی تھی۔

پیرس کی سڑک پر پچھلی رات کی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی اور مارگریٹ نے دوڑ کر سڑک پار کی اور سامنے والی گلی میں داخل ہو گئیں۔ یہ پیرس کی شمالی آبادی کی گلی تھی جس میں دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی

اور مارگریٹ گلی میں سے دوڑتی چلی گئیں۔ کیٹی کو پیرس شہر سے واقفیت نہیں تھی۔ جب وہ دوسرے بازار میں سے نکل کر ایک پارک میں آئیں تو یہاں بڑی سردی تھی۔ مارگریٹ نے کہا۔

"کیٹی! تم کہاں جاؤ گی؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں رات کی رات کہیں چھپنا چاہتی ہوں۔ صبح کہیں چلی جاؤں گی۔ میں اس شہر میں نئی ہوں"۔

مارگریٹ کہنے لگی۔

"تم میرے ساتھ چلو۔ میرا باپ یہاں سے قریب تلوزے گاؤں میں رہتا ہے۔ تم وہاں جاہے جتنے دن رہنا۔ وہاں ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا"۔

کیٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو تمہارے گاؤں چلتے ہیں"۔

ایک خالی ٹیکسی گزری۔ مارگریٹ نے ٹیکسی روکی۔ دونوں اس میں سوار ہوئیں اور مارگریٹ نے ٹیکسی والے کو تلوزے گاؤں چلنے کو کہا۔ اس وقت ناگ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی پیرس یعنی اس شہر میں تھے مگر کیٹی کو ان کی اور ان کو کیٹی کی خوشبو نہیں پہنچ

رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پیرس شہر میں بڑی گہری
اور موٹی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ اس دھند میں سے ان کی
خوشبو نہیں گذر رہی تھی۔

ٹیکسی تیزی سے تکوزے گاؤں کی طرف جا رہی
تھی۔ راستے میں کیٹی نے مارگریٹ سے پوچھا۔

"تمہارا باپ گاؤں میں کیا کرتا ہے؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"وہ گورکن ہے۔ قبرستان میں رہتا ہے"۔

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ یورپ کے قبرستان
بڑے ماڈرن قسم کے ہوتے ہیں اور وہاں کے گورکن
سرکاری نوکر ہوتے ہیں اور قبرستان میں ان کو بڑا صاف
ستھرا کوارٹر ملا ہوتا ہے جس میں بجلی پانی گیس اور فریج
وغیرہ ہوتے ہیں۔ ٹیلی فون بھی ہوتا ہے۔ مارگریٹ کا بچہ
اس کے گورکن باپ کے پاس ہی تھا۔ مارگریٹ نے اپنے
بچے کو سینے سے لگا لیا اور وہیں ایک طرف بیٹھ کر اسے
دودھ پلانے لگی۔ اس نے کیٹی کو اپنے باپ سے تعارف
کرایا۔ گورکن ادھیڑ عمر تھا اور مضبوط جسم والا تھا۔ سر
گنجا تھا۔ چھوٹی سی داڑھی تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف
گھور کر دیکھا اور اپنی بیٹی مارگریٹ سے بولا۔

"تم دونوں جیل سے فرار ہو کر آئی ہو۔ پولیس یہاں آ جائے گی۔ میں تمہیں پولیس سے کیسے بچاؤں گا"۔

مارگریٹ نے کہا۔

"پاپا! تم گھبراؤ نہیں۔ ہم کسی قبر میں چھپ جائیں گی اگر پولیس آئی تو تم کہہ دینا کہ مارگریٹ اور کیٹی یہاں نہیں ہیں بے شک تم تلاشی لے لو۔

گورکن جھنجھلا کر بولا۔

"مگر تم کب تک یہاں چھپی رہو گی؟"

مارگریٹ بولی۔

"میں چلی جاؤں گی۔ ہم دونوں چلی جائیں گی تم ہمیں دو روز تو یہاں چھپنے دو"۔

پولیس تھانے میں مارگریٹ کا پورا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔ جب دونوں جیل سے فرار ہو کر بھاگیں تو پولیس تلوزے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی کہ کیٹی بھی ضرور مارگریٹ کے گورکن باپ کے پاس ہی چھپی ہو گی۔ ابھی مارگریٹ اور کیٹی باتیں ہی کر رہی تھیں کہ پولیس کی گاڑی قبرستان میں داخل ہوئی۔ مارگریٹ نے اپنے بچے کو باپ کے حوالے کیا اور کیٹی سے کہا۔

"جلدی سے میرے پیچھے آؤ"۔

اور وہ دونوں کوارٹر کے پچھلے دروازے سے نکل کر قبروں میں گھس گئیں۔ مارگریٹ کو ایک ایک قبر کا پتہ تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ قبرستان کے کونے میں ایک پرانی قبر ایسی ہے جس کے نیچے ایک تہہ خانہ سا بن گیا ہے اور مردہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا ہے۔ مارگریٹ چونکہ گورکن کی بیٹی تھی اس لئے اسے قبرستان سے خوف نہیں آتا تھا۔ وہ کیتھی کو قبرستان کی دھند اور تاریکی میں اپنے ساتھ کونے والی قبر میں لے گئی۔ قبر جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔

ان جھاڑیوں کے نیچے قبر کے اندر جانے والا راستہ تھا۔ آگے چھوٹا سا تہہ خانہ تھا۔ جہاں اندھیرا تھا۔ دونوں اس تہہ خانے میں جا کر چھپ گئیں۔ مارگریٹ نے سرگوشی میں کہا۔

"کیتھی! میں جانتی ہوں تمہارے اندر زبردست طاقت ہے مگر تم پولیس کی فائرنگ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے میں تمہیں بھی ساتھ لے آئی ہوں۔ میں نے ٹھیک کیا نا؟"

مارگریٹ کو کیا پتہ تھا کہ گولی بھی کیتھی کا کچھ

نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ کیٹی صرف آگ سے مر سکتی تھی۔
کیٹی نے کہا۔

"ویسے میں پولیس کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ مجھے پیرس میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرنا ہے۔ میں یہاں خواہ مخواہ ڈرامہ نہیں کھیلنا چاہتی تھی۔ اگر مجھ سے دو چار پولیس والے قتل ہو جاتے تو تمہارا باپ پکڑ لیا جاتا۔ اس لئے میں تمہارے ساتھ آ گئی ہوں۔ میں صبح چلی جاؤں گی"۔

کیٹی اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ مارگریٹ نے کہا۔

"یہاں کتنا اندھیرا ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ تہہ خانے میں مردہ کہاں ہے؟"
کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"مردہ وہ سامنے پڑا ہے۔ اس کی ہڈیاں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ میں اسے دیکھ رہی ہوں"۔
مارگریٹ نے حیرانی سے کہا۔

"کیا تم اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی ہو کیٹی؟"
کیٹی نے کہا۔

"میں دیکھ لیتی ہوں"۔

مارگریٹ بولی۔

"یہ ساری طاقتیں تمہارے اندر کہاں سے آ گئی ہیں کیٹی؟ کیا مجھے بتاؤ گی"۔

کیٹی نے کہا۔

"اگر وقت آیا تو تمہیں بتا دوں گی۔ مگر ابھی نہیں"۔

وہ باتیں کر رہی تھیں کہ انہیں انسانی قدموں کی آواز سنائی دی۔ مارگریٹ نے کیٹی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کرا دیا۔ قبروں میں پولیس کے سپاہی انہیں تلاش کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ بو سونگھنے والے کتے بھی تھے۔ کتے اس قبر کے پاس آ کر بھونکنے لگے جس کے اندر مارگریٹ اور کیٹی چھپی ہوئی تھیں۔

مارگریٹ نے گھبرا کر کہا۔

"اب ہم نہیں بچ سکتے۔ کتوں نے ہماری بو پا لی ہے"۔

باہر سے کانسٹیبل نے بلند آواز میں فرنچ زبان میں کہا۔

"کیٹی اور مارگریٹ باہر نکل آؤ۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم دونوں قبر کے اندر چھپی ہوئی ہو۔ ہم تمہیں ایک

منٹ دیتے ہیں۔ اگر باہر نہ نکلیں تو ہم قبر کے اندر گولیاں برسانی شروع کر دیں گے"۔

مارگریٹ نے پریشان ہو کر کیٹی سے کہا۔

"کیٹی بہن! اب کیا کریں۔ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کرنا ہی پڑے گا"۔

کیٹی دوبارہ پولیس کی قید میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ عنبر ناگ ماریا کو شہر میں تلاش کرنا چاہتی تھی۔ اس کو غصہ آگیا۔ کہنے لگی۔

"ابھی ان کی خبر لیتی ہوں۔ تم فکر نہ کرو"۔

اس کے ساتھ ہی کیٹی نے مردے کی کھوپڑی پر انگلی رکھ دی اور کہا۔

"اے لاش! میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کرو"۔

مردے کی کھوپڑی میں حرکت ہوئی۔ اس کا جبڑا کھلا اور کمزور سی آواز آئی۔

"میں بات کر رہا ہوں"۔

کیٹی نے کہا۔

"میں جانتی ہوں مرنے کے بعد آدمی پر بڑے راز کھل جاتے ہیں۔ اس کو نئی نئی طاقتیں مل جاتی ہیں مگر وہ دنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ لیکن میں تمہیں تھوڑی دیر

کے لئے دنیا میں واپس لے آئی ہوں۔ اپنی طاقت کو استعمال کر کے باہر جو پولیس موجود ہے۔ اس سے مجھے نجات دلاؤ"۔

لاش نے کہا۔

"میرا راستہ چھوڑ دو"۔

مارگریٹ نے جب کیٹی کو لاش کی ہڈیوں سے باتیں کرتے اور لاش کی بھی آواز سنی تو وہ خوف کے مارے سہم گئی۔ کیٹی نے اسے ایک طرف بٹھا دیا۔ لاش رینگتی ہوئی قبر کے شگاف سے باہر نکل گئی۔ باہر چار کتے اور تین کانسٹیبل لیے تھے۔ کتے قبر کی طرف منہ کر کے بھونک رہے تھے۔ کانسٹیبل نے ان کی زنجیریں پکڑی ہوئی تھیں۔ اچانک قبر کے اندر ایک لاش جو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی باہر نکل آئی۔ لاش کو دیکھتے ہی کتے [illegible] سہم کر بیٹھ گئے اور پھر زنجیریں چھڑا کر مارے خوف کے بھاگ گئے۔ کانسٹیبلوں نے لاش پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ گولیاں لاش کی ہڈیوں سے ٹکرا کر نیچے گرنے لگیں۔ مردے کو کوئی کیا مار سکتا تھا۔ لاش نے آگے بڑھ کر دو سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑ لیا۔ مردے کے ہاتھوں کی ہڈیوں میں جیسے چالیس ہزار وولٹ کی بجلی گردش کر

رہی تھی۔ جونہی لاش نے سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑا دونوں سپاہیوں کے جسم آگ کا شعلہ بن کر وہیں بھسم ہو گئے۔ فائرنگ کی آواز سن کر دوسرے سپاہی بھی وہاں بھاگ کر آ گئے۔ انہوں نے قبر کے اوپر ہڈیوں والی لاش کو دیکھا تو انہوں نے بھی لاش پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ لاش نے آگے بڑھ کر باری باری ان سپاہیوں کو بھی جلا کر بھسم کر دیا۔ پھر لاش نے اپنے جبڑے سے ایک بھیانک آواز نکالی۔ قبرستان اس بھیانک آواز سے کانپ گیا۔

لاش قبر میں واپس آ کر لیٹ گئی اور اس نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! تمہارے دشمنوں کو میں نے ختم کر دیا ہے"۔

کیٹی اور مارگریٹ جلدی سے قبر سے نکل آئیں۔ باہر سپاہیوں کی جگہ ان کی جلی ہوئی راکھ ہی پڑی تھی۔ کتے خدا جانے کہاں غائب ہو چکے تھے۔ مارگریٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"پولیس کے سپاہی کہاں گئے؟ وہ تو فائرنگ کر رہے تھے"۔

کیٹی کو معلوم تھا کہ لاش نے انہیں جلا کر بھسم کر دیا ہے مگر وہ مارگریٹ کو نہیں بتانا چاہتی تھی۔ اس نے کہا۔

"وہ لاش کو دیکھ کر ڈر کر بھاگ گئے ہیں۔ چلو تمہارے باپ کے پاس چلتے ہیں"۔

مارگریٹ کا گورکن باپ کوارٹر میں پریشان تھا۔ کہنے لگا۔

"سپاہی تمہیں قبرستان میں دیکھنے گئے تھے۔ وہاں زبردست فائرنگ ہوئی تھی۔ سپاہی کہاں ہیں؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"مجھے کیا پتہ؟ وہ ہماری تلاش میں آگے نکل گئے ہوں گے"۔

گورکن باپ نے غصے میں کہا۔

"خدا کے لئے تم دونوں میرے گھر سے نکل جاؤ میں تمہاری وجہ سے کسی مصیبت میں نہیں پھنسنا چاہتا"۔

مارگریٹ نے کہا۔

"میں صبح ہوتے ہی چلی جاؤں گی"۔

گورکن بولا۔

"پولیس کی گاڑی باہر ہی کھڑی ہے۔ پولیس آتی

ہی ہو گی۔ تم یہاں سے چلی جاؤ۔ دوسرے گاؤں اپنی بڑی بہن کے پاس چلی جاؤ۔ دن کی روشنی ہونے والی ہے۔ پولیس تمہارے ساتھ مجھے بھی گرفتار کر لے گی۔ بچے کو میرے پاس ہی رہنے دو۔ اسے دو دن بعد میں تمہارے پاس پہنچا دوں گا"۔

کیٹی نے مارگریٹ سے کہا۔

"ٹھیک ہے مارگریٹ! تم اپنے باپ کو پریشان نہ کرو اور اپنی بڑی بہن کے پاس چلی جاؤ"۔

مارگریٹ مان گئی اور کیٹی کے ساتھ قبرستان سے نکل کر دوسرے گاؤں کی طرف چل پڑی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد صبح ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی دھند بھی ختم ہو گئی اور فضا میں اچانک کیٹی کو عنبر فیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں آنے لگیں۔ ناگ بھی پیرس میں ہی تھا مگر چونکہ اس پر یہودی رابی کے کالے علم کا اثر تھا اس لئے اس کے جسم سے اس کی خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ اپنے دوستوں کی خوشبو پا کر کیٹی بہت خوش ہوئی۔ اس نے مارگریٹ سے کہا۔

"مارگریٹ! تم اپنی بہن کے پاس جاؤ۔ میں اپنے دوستوں کے پاس جا رہی ہوں"۔

یہ کہا اور کیٹی نے تیز تیز قدموں سے اس طرف چلنا شروع کر دیا جس طرف سے عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی ملی جلی خوشبو آ رہی تھی۔ مارگریٹ اسے دیکھتی رہ گئی اور کیٹی پیرس جانے والی سڑک پر دور چلی گئی۔ کیونکہ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو اسی شہر کی طرف سے آ رہی تھی۔ دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ اچانک عنبر نے ناک سکیڑ کر کہا۔

"مجھے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے"۔

یہ خوشبو جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بھی محسوس کی۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور ہوٹل سے نکل کر سامنے کار پارک کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے کہ کیٹی ان کی خوشبو لیتی اسی طرف آنے والی تھی۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہمیں کیٹی کی خوشبو کی طرف چل کر اسے راستے میں ملنا چاہیے"۔

مگر تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیٹی نے ہماری خوشبو بھی محسوس کر لی ہے اور وہ یقیناً ہماری طرف آ رہی ہے

کیونکہ کیٹی کی خوشبو آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی ہے"۔

تینوں دوست تینوں ساتھی ہوٹل کے باہر کار پارک کے قریب ایک بنچ پر بیٹھ گئے اور کیٹی کا انتظار کرنے لگے۔ کیٹی کی خوشبو بڑھ رہی تھی۔

ادھر کیٹی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر پیرس شہر میں داخل ہونے والی تھی۔ جونہی وہ شہر کی بڑی سڑک پر آئی چاروں طرف سے پولیس کے سپاہیوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ پولیس نے دن کی روشنی میں کیٹی کو پہچان لیا تھا۔ سپاہیوں نے مشین گنوں کی نالیوں کا رخ کیٹی کی طرف کر دیا تھا۔ انسپکٹر نے کیٹی کو ٹیکسی سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔ کیٹی کو بڑا غصہ آیا اور جھنجھلاہٹ بھی ہوئی کہ اسے کیوں روکا گیا ہے۔ لیکن کیٹی پر قتل کا الزام بھی تھا۔ اس نے پولیس سٹیشن میں حوالات کے سپاہی کو ہلاک کر دیا تھا۔ انسپکٹر نے کہا۔

"ہم تمہیں جیل سے فرار ہونے ہیروئن سمگل کرنے اور پولیس کانسٹیبل کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار کرتے ہیں"۔

کیٹی سٹ پٹا گئی۔ اس سے انجانے میں حوالات

کے سپاہی کا قتل ہو گیا تھا۔ کیٹی کو اسی وقت دو سپاہیوں نے پکڑ کر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی اور پولیس ویگن کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ کیٹی کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے ایک ہی جھٹکے سے لوہے کی ہتھکڑی توڑ ڈالی۔ الٹا ہاتھ سپاہی کے منہ پر مارا سپاہی قلابازی کھا کر دور جا گرا۔ دوسرے سپاہی کو دوسرے ہاتھ طمانچہ مارا۔ وہ دوسری طرف الٹ کر گرا۔ پولیس انسپکٹر نے کیٹی کے پاؤں پر فائرنگ کا حکم دے دیا۔ سپاہیوں نے کیٹی کے ٹخنوں پر ایک فائر کیا مگر کیٹی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ گولیاں ٹخنوں میں سے گذر گئیں اور اس کے ساتھ ہی زخم مل گیا۔ کیٹی پولیس ویگن کی طرف دوڑی اس کے ڈرائیور کو کھینچ کر باہر پھینکا اور ویگن میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کر دیا۔ پولیس نے اب کیٹی پر باقاعدہ مشین گن سے فائرنگ شروع کر دی۔ گولیاں ویگن کی ونڈ سکرین پر لگیں اور سکرین ٹوٹ گئی اور اس کے مومی ٹکڑے بکھر گئے مگر اس دوران میں کیٹی ویگن کو تیزی سے وہاں سے نکال کر لے جا چکی تھی۔ ایک سپاہی چھلانگ لگا کر ویگن کی چھت پر چڑھ گیا تھا۔ اس نے اوپر سے بازو نیچے کر کے کیٹی کے چہرے پر پستول سے فائر

کیا۔ گولی کیٹی کے کان کے قریب سے سنسناتی ہوئی نکل گئی۔ کیٹی نے ویگن کو زور سے ایک طرف جھکا کر جھٹکا دیا چھت پر لیٹا ہوا سپاہی دور سڑک پر جا گرا۔

کیٹی نے ویگن کو پوری رفتار سے ایک سنسان سڑک پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے پیچھے پولیس کار کے سائرن کی آواز سنائی دینے لگی۔ کیٹی نے فضا میں سونگھا۔ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو ایفل ٹاور کی طرف سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے پولیس ویگن کو ایفل ٹاور کی طرف ڈال دیا۔



آگے کے سنسنی خیز حیرت انگیز دلچسپ واقعات عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب نمبر 180 میں پڑھیں جس کا نام "قبر کا شعلہ" ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔



اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدرُوح جولی سانگ


ISBN 969 ...



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 150.00